عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد ۱۲، شمارہ ۳۱، بتاریخ ۷ تا ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء

اخلاق نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

بنگلہ دیش میں تاریخ ساز کانفرنس

12 سے 15 لاکھ تک کا عظیم اجتماع

قادیانیوں کو بنگلہ دیش میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ

قادیانی عوام سے انصاف کے نام پر اپیل

مرزا قادیانی مثیل دجال ہے نہ کہ مثیل مسیحؑ

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں
استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز ربوہ آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے: [illegible]

مرکزی دفتر **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت** — حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۳۱ ● بتاریخ ۲۰ر رجب المرجب تا ۲۶ر رجب المرجب ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۷ر جنوری تا ۱۳ر جنوری ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ قادیانی عوام سے انصاف کے نام پر اپیل (اداریہ) ———— ۳

۲۔ اخلاق نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ———— ۶

۳۔ اسلام میں رزق حلال کی اہمیت ———— ۹

۴۔ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ ———— ۱۰

۵۔ اتحاد اور نظم و ضبط ———— ۱۳

۶۔ مفکر احرار چوہدری افضل حقؒ ———— ۱۵

۷۔ "مرزا قادیانی مثیل دجال ہے نہ کہ مثیل مسیح" ———— ۱۶

۸۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا ———— ۱۷

۹۔ جرمنی میں اسلامی ادارے کا شاندار افتتاح ———— ۱۹

۱۰۔ بری صحبت ———— ۲۰

۱۱۔ ڈھاکہ میں تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس ———— ۲۱

۱۲۔ اخبار ختم نبوت ———— ۲۲

۱۳۔ طب و صحت۔ گاجر ———— ۲۳

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خزانچی
خوشی محمد انصاری

دفتر ادارہ
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک، اوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۴۳ بزرٹہ لائن کراچی

قادیانی عوام سے انصاف کے نام پر ایک اپیل

مرزا غلام قادیانی نے جب سے اسلام سے ارتداد کی راہ اپنائی' تب سے اس کے احتساب کا عمل بھی جاری ہوگیا۔ متحدہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء' مشائخ' بزرگان و مفتیان نے مشترکہ و متفقہ طور پر قادیانیوں کے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ عرب و عجم کے مفتیان و مشائخ نے یک زبان عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کو کفر و ارتداد قرار دے کر چودہ سو سالہ اجماع پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ اس جدوجہد میں دیوبندی' بریلوی' شیعہ' اہل حدیث' حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' قادری و حسنی' سہروردی نقشبندی کی تمیز نہ تھی' تمام حضرات کے اکابر مشائخ "قادیانیت" کے کفر پر متفق تھے۔

مرزا قادیانی نے اس پر بمت سر پیٹا مگر خود کردہ را علاج نیست۔ علماء نے اسے کافر نہیں بنایا۔ ارتداد و کفر کی راہ تو اس نے خود اختیار کی تھی۔ علماء نے اس کے کفر کو بتایا تھا۔ کافر بنانا اور چیز ہے' کافر بتانا اور چیز ہے۔ اس طرح بعض عرب و دیگر ممالک میں قادیانیوں کے خلاف قانونی اقدامات بھی ہوئے۔ مصر و شام میں ان کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔ عرب امارات بالخصوص حجاز مقدس میں ان کے داخلہ پر پابندی لگادی گئی۔ قادیانی گروہ اور اس کے گروکے خلاف فتویٰ جات و مقدمات کی تفصیل کے لئے عالمی مجلس کے شعبہ نشر و اشاعت سے شائع کتاب "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" کے متعلقہ ابواب دیکھے جاسکتے ہیں۔

قادیانی کفر کو منبر و محراب سے لے کر عدالتوں تک للکارا گیا۔ اسلامی ممالک کی عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر پر عدالتی مہر ثبت کی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت نے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا۔ قادیانی گروہ نے پالیسی تبدیل کی۔ عوامی محاذ پر ان کا کفر آشکارا ہوا تو انہوں نے پاکستان کے سرکاری دفاتر میں موجود قادیانی افسران کے ذریعے حکومتی دوائر میں زہر گھولنا شروع کردیا۔ مختلف سیاسی جماعتوں میں ففتھ کالم کا کردار ادا کرنے لگے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

۱۹۸۴ء میں اس آئینی ترمیم کے تقاضوں کو جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ پورا کرتے ہوئے قانون سازی کی۔ جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے لئے اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگ گئی اور حالات نے یہ رخ اختیار کیا کہ قادیانی جماعت کا بھگوڑا مرزا طاہر مجرمانہ فرار اختیار کرکے اپنے روحانی آباؤ اجداد کے پاس افرنگ کی ریزہ چینی پر مجبور ہوا۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوتے ہی قادیانی جماعت نے جماعتی حیثیت سے اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کیس کی پیروی کی حق تعالیٰ نے فضل کیا۔ پانچوں وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس صاحبان نے متفقہ طور پر قادیانی اپیل کو مسترد کردیا۔ تفصیلی فیصلہ آیا تو قادیانیت کا چہرہ لٹک گیا۔ قادیانیوں نے اس فیصلہ کو وفاقی شرعی عدالت کے اپیل بینچ سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔ وہاں سے بھی بدھو خیر سے گھر کو لوٹ کر آئے کے مصداق بن گئے۔ تو پھر پاکستان کے چاروں ہائی کورٹس میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے سلسلہ میں ملنے والی سزاؤں کے خلاف اپیلیں دائر کردیں۔ ہائی کورٹس کے فیصلے قادیانیت کے کفر پر مہر لگاچکے تو قادیانیوں نے مختلف قسم کے آٹھ کیس سپریم کورٹ میں دائر کردیئے۔ ۷رجولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی قادیانی کفر و ارتداد پر مہر لگا کر امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ موقف کی تائید کردی۔

۱۔ علماء کرام کے فتویٰ جات۔ ۲۔ رابطہ عالم اسلامی کی متفقہ قرارداد۔ ۳۔ بیسیوں عدالتوں کے فیصلے۔ ۴۔ آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد۔ ۵۔ پاکستان نیشنل اسمبلی کی قرارداد۔ ۶۔ شام و مصر کی حکومتوں کے فیصلے۔ ۷۔ سعودی عرب و عرب امارات میں داخلہ بندی۔ ۸۔ ہائی کورٹوں کے فیصلے۔ ۹۔ اور اب سپریم کورٹ کے فیصلہ نے قادیانی موقف کو مسترد کردیا ہے۔ منبر و محراب سے نیشنل اسمبلی تک۔ مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک پاکستان و ہندوستان سے لے کر افریقہ و امریکہ تک کے تمام مسلمان کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوئے قادیانیت کے کفر پر متفق ہیں۔ امت مسلمہ کے اس اجماع کے خلاف قادیانی قیادت جلب زر و حصول جاہ کے اندھے نشہ میں غرق ہے۔ اس نے اپنے عوام کو کمراہ' تاویلوں' شبہات' وساوس' دجل و تلبیس کے چکر میں ایسے جکڑ دیا ہے کہ وہ آنکھیں بند کرکے قادیانی قیادت کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کفر و زندقہ کے گہرے دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں۔ دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو اس کے نام پر قادیانی عوام سے اپیل ہے کہ اب بھی وقت ہے سوچیں کہ آخر قادیانی قیادت ان کو پوری امت مسلمہ سے کاٹ کر کدھر لے جارہی ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ باز آ باز آ۔ ہر آنچہ کردی باز آ۔ وما توفیقی الا باللہ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

پندرہ روزہ سالانہ رد قادیانیت تربیتی اجتماع ملتان

اہمیت و افادیت' ضرورت و ذمہ داری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں اس کا احیاء ثانی اور باقاعدہ انتخاب ہوا۔ اس زمانہ میں جہاں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' متکلم اسلام مولانا محمد علی جالندھری' مقرر شعلہ نوا مولانا عبدالرحمن میانوی' مقرر شیریں بیان مولانا محمد شریف بہاولپوری ایسے خطیب حضرات پر یہ کاروان مشتمل تھا۔ وہاں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر' فاتح قادیان مولانا محمد حیات ایسے مناظرین بھی اس قافلہ میں شریک تھے۔

تب اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک شعبہ مرکزی دارالمبلغین کا قائم کیا گیا۔ دارالمبلغین نے مبلغین دین و مناظرین اسلام کی ایک کھیپ تیار کی۔ جو اندرون و بیرون ملک عیسائیت و قادیانیت کے خلاف میدان مناظرہ کے شہسوار ثابت ہوئے۔ اس وقت ان مناظرین کی جو مرکز میں دارالمبلغین ختم نبوت سے تیار ہوئے ان کی فہرست پیش کرنا مطلوب نہیں۔ اس کا صرف ایک خاکہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس وقت عالمی مجلس کے جتنے مبلغین و مناظرین ہیں وہ سب اسی مرکزی دارالمبلغین کے فیض و تربیت یافتہ ہیں۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد صاحب سکھروی تو اس وقت عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دیگر حضرات ہرچند کہ وہ عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ نہیں ہیں۔ دوسری جماعتوں یا اداروں میں کام کرتے ہیں مگر وہ اسی دارالمبلغین کے فیض یافتہ ہیں۔

جمعیت علماء اسلام میں مولانا محمد لقمان علی پوری' مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری' مولانا غلام محمد' تنظیم اہلسنت میں مولانا قائم الدین مرحوم' مولانا قاضی عبداللطیف اختر' جمعیت علماء پاکستان میں مولانا صاحبزادہ فیض الحسن تنویر فقیروالی مرحوم' مولانا محمد یوسف چشتی لائل پوری' جمعیت اہل حدیث میں مولانا جمیل احمد' مجلس علماء اہل سنت کے نائب صدر مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی یہ حضرات اس دارالمبلغین ختم نبوت کے تربیت یافتہ ہیں۔

اس زمانہ میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات فاتح قادیان دارالمبلغین کے استاذ تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے دورۂ تفسیر لاہور' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا دورۂ تفسیر خان پور' شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے دورۂ تفسیر راولپنڈی میں ہر سال مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر' فاتح قادیان محمد حیات صاحب' ان دورۂ تفسیر کے طلباء کو رد قادیانیت و ردعیسائیت پر تربیت دیتے تھے۔ یوں ہر سال ہزارہا علماء کرام کی ایک جماعت کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر مناظرہ کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو جاتی تھی۔

اس کے علاوہ ہر سال عالمی مجلس کے زیر اہتمام مختلف عالمی مجلس کے مقامی دفاتر میں سہ روزہ' دس روزہ' مہینہ بھر کی تربیتی علاقائی کلاسیں بھی لگتی تھیں' جس میں علاقہ کے علماء و فضلاء تربیت حاصل کرتے تھے۔ بیرونی ممالک میں مثلاً ہندوستان میں مولانا محمد یوسف امروہوی' مولانا محمد عمر' جزائر فجی آئی لینڈ میں مولانا عبدالمجید' انگلستان میں مولانا سید محمد طارق' عرب امارات میں مولانا محمد ہارون' بنگلہ دیش' امریکہ' افریقہ میں بھی عالمی مجلس کے مرکز میں دارالمبلغین کے فضلاء دین اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ خود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلستان کے مناظرین و مبلغین مولانا منظور احمد الحسینی' الحاج عبدالرحمن یعقوب باوا بھی اسی دارالمبلغین کے فیض نظر سے مستفیض ہوئے۔ جامعۃ الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ افتاء میں مولانا مفتی محمد سعید الرحمن اور اسی طرح پورے ملک میں ہزارہا علماء و مدرسین نے مرکزی دارالمبلغین کے چشمہ فیض سے اکتساب کیا۔ سالہاسال تک حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں سالانہ کلاس پڑھاتے رہے۔ بلا مبالغہ اس وقت پوری دنیا میں رد قادیانیت کے میدان میں کام کرنے والے تمام علماء و فضلاء بالواسطہ یا بلاواسطہ اس دارالمبلغین کے نظر کرم کے شناور ہیں (سوائے ایک دو سال کے عارضی انقطاع کے) ہر سال ملتان دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ (بکر منڈی) میں سالانہ رد قادیانیت کورس کرایا جاتا ہے' جس میں عالمی مجلس کے نائب امیر اول محقق و مفکر اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا محمد امین اوکاڑوی' مولانا بشیر احمد الحسینی' مولانا عبداللطیف مسعود' الحاج اشتیاق احمد' شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتان والے اسباق پڑھاتے ہیں۔ اس سال عالمی مجلس کے مبلغین حضرات میں ایک فیصلہ کے مطابق دینی مدارس میں یک روزہ تربیتی اجتماعات کا اہتمام کیا گیا۔ بیسیوں دینی مدارس میں شریک علماء و طلباء نے ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا۔ اسی طرح کے تربیتی اجتماعات کا بنگلہ دیش و انگلستان میں بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ بنگلہ دیش کے ان تربیتی اجتماعات میں حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ نے بھی شرکت سے حاضرین کو ممنون احسان فرمایا۔ اس ساری تفصیل کے ضمن میں یہ باور کرانا مقصود تھا کہ قادیانیت کے خلاف اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے مقدس مشن میں حصہ ڈالنے کے خواہش مند اہل علم حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ سالانہ رد قادیانیت کورس کی غیر معمولی اہمیت کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

امسال یہ رد قادیانیت کورس حسب سابق مرکزی دفتر ملتان میں ۱۶ر شعبان سے ۳۰ر شعبان تک منعقد ہو رہا ہے۔ مناظرین اسلام' اسکالرز حضرات کلاسیں پڑھائیں گے۔ فضلاء مدارس عربیہ و منتہیان کرام' اسکولز' کالجز' یونیورسٹیز کے طلباء کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ دینی مدارس کے شیوخ حدیث حضرات اپنے منتخب شاگردوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ رہائش' خوراک' کتب تعلیم' مناظرہ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ شریک کورس کو دیا جائے گا (البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں) اس پندرہ روزہ سالانہ کورس کی اہمیت و افادیت اظہر من الشمس ہے۔ جماعت کے تمام رفقاء اسے کامیاب بنانے کے لئے محنت فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین بحرمت النبی الامی الکریم۔

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کان خلقہ القرآن آپ کا اخلاق قرآن کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے

تحریر:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی

اخلاق کو اسلامی تعلیمات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کا تعلق پورے انسانی معاشرے سے ہے۔ اخلاق کا محض یہ مطلب نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کے سامنے انکسار کا مظاہرہ کرتا رہے اور بات بات میں اس کے حضور نرمی اور تواضع سے پیش آنے کو اپنا شیوہ قرار دے لے۔ اخلاق کے حدود بہت وسیع ہیں اور انسانی زندگی کے ہر پہلو پر محیط اور معاملات کے ہر شعبے کو اپنے دائرے میں لئے ہوئے ہیں۔ دل کی صفائی، ذہن کی پاکیزگی، زبان کی سچائی، گفتار میں نرمی، میل جول میں خلوص اور قلب و ضمیر میں سب کے لئے خیر خواہی اور اصلاح کا جذبہ۔

حدیث کی رو سے دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی بنیادوں کو استوار کرنا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بعثت لاتمم حسن الاخلاق۔

"میں حسن اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

"میں فقط اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کو تکمیل کی منزل تک پہنچا دوں۔"

ایمان لانے سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت ابوذر غفاری کو پتہ چلا کہ مکے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائی سے روکنے کی مہم شروع کی ہے۔ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے انہوں نے اپنے بھائی انیس کو بھیجا۔ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ انیس نے واپس جا کر ابوذر کو بتایا۔

رایتہ یامر بمکارم الاخلاق۔

"میں نے انہیں دیکھا کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔"

ہمسائے کا خیال رکھنا، بڑے کی عزت کرنا، چھوٹے پر شفقت کرنا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا، گالی گلوچ نہ کرنا، کمزور سے حسن سلوک کرنا، کسی کو ذہنی، فکری، جسمانی اور مالی پریشانی میں مبتلا نہ کرنا، لوگوں کو اچھائی کی راہ پر لگانا اور برے کاموں سے روکنا، یہ سب باتیں اخلاق حسنہ کہلاتی ہیں اور اسی کا نام اسلام ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو انہی امور پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے۔

مسلمان جب مکے سے حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تو قریش مکہ کے بعض افراد وہاں پہنچے اور انہوں نے نجاشی کے دربار میں ان کی شکایت کی۔ اب صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے نجاشی نے ان کو اپنے دربار میں بلایا۔ حضرت جعفر طیار نے مسلمانوں کی نمائندگی کا فریضہ انجام دیا اور دربار نجاشی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ہمیں برے کاموں سے روکتے اور اچھی باتوں پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں، وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم سچ بولیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، کسی کو پریشان نہ کریں، دنیا میں خونریزی نہ کریں، ہمسایوں کو آرام پہنچائیں، کسی پر ادھر ادھر کے الزام نہ لگائیں اور اسے معاشرے میں بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ باتیں سن کر نجاشی نے جعفر طیار سے کہا کہ اگر تمہارے پیغمبر ان باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں تو بالکل صحیح کرتے ہیں، پیغمبروں کا یہی کام ہوتا ہے۔

اسی طرح قیصر روم کے دربار میں ابو سفیان نے (جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے بارے میں کہا تھا کہ وہ لوگوں کو جہاں اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، وہاں یہ بھی تاکید کرتے ہیں کہ رشتے داروں کے حقوق ادا کئے جائیں، صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی بسر کی جائے، کسی کو غلط راہ پر نہ لگایا جائے اور ہر معاملے میں سچ روا رکھا جائے، کذب بیانی سے اجتناب کیا جائے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں بتایا گیا ہے کہ نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا مانگتے تھے، اس میں اللہ سے حسن اخلاق کی بھی التجا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

و اھدنی لاحسن الاخلاق، لا یھدی، لاحسنھا الا انت و اصرف عنی سیئاتھا لا یصرف عنی سیئاتھا الا انت۔

یعنی۔ "اے میرے پروردگار! تو مجھے بہترین اخلاق کی رہنمائی سے نواز۔ تیرے سوا کوئی بہترین اخلاق کی رہنمائی سے نہیں نواز سکتا۔ اے میرے پروردگار تو برے اخلاق کو مجھ سے دور فرما دے۔ تیرے سوا برے اخلاق کو کوئی بھی دور نہیں کر سکتا۔"

ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے۔

اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا۔

"مسلمانوں میں کامل ترین ایمان اسی کا ہے، جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا۔

خیارکم احسنکم خلقا۔

"تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

طبرانی کی ایک روایت میں فرمایا گیا ہے۔

احب عباد اللہ الی اللہ احسنھم اخلاقا۔

"اللہ کے بندوں میں بارگاہ الٰہی میں سب سے پیارا شخص وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے بہترین ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ اختیار کرنے کا صرف حکم ہی نہیں دیا، بلکہ آپ خود پیکر اخلاق حسنہ تھے اور آپ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو بہترین اخلاق کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ اس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

انک لعلی خلق عظیم۔

(القلم:۴)

"اے پیغمبر! آپ اخلاق کے اونچے درجے پر فائز ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔

کان خلقہ القرآن۔

"آپ کا اخلاق احکام قرآن کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔"

حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں کہ حضورؐ کسی کو ملعون نہ ٹھہراتے اور غلط کردار نہ قرار دیتے تھے۔ کوئی آپ کے ساتھ ناروا طریقے سے پیش آتا تو اس سے بدلہ نہیں لیتے تھے' بلکہ برائی کا بدلہ نیکی سے دیتے تھے۔ زیادتی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے۔ آپؐ نے کسی مسلمان پر بھی لعنت نہیں کی۔ کسی سے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ کسی کی جائز درخواست رد نہیں فرمائی۔ آپؐ مجلس میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ نہایت آرام سے ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ ہمیشہ خنداں و فرحاں رہتے اور آپؐ کے چہرے پر مسکراہٹ غالب رہتی۔ آپؐ لوگوں کو کام کرنے میں خوشی محسوس فرماتے۔ کبھی کسی کو پریشانی میں مبتلا نہیں کیا اور کبھی کسی کے بارے میں ایسے الفاظ نہیں کہے جو اس کے لئے ذہنی اور فکری اعتبار سے تکلیف کا باعث ہوتے ہوں۔

آپؐ نے نہ صرف مسلمانوں کے لئے نرم رویہ اختیار کیا بلکہ مخالفوں اور دشمنوں سے بھی نرمی کا سلوک روا رکھا۔ قرآن کہتا ہے۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔

(آل عمران:۱۵۹)

"اے پیغمبر! یہ خدا کی بڑی ہی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے اس قدر نرم مزاج واقع ہوئے ہو' اگر تم سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔"

دوسری جگہ لوگوں کو مخاطب کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔

(توبہ:۱۲۸)

"مسلمانو! تمہارے پاس اللہ کا ایک رسول آگیا ہے جو تمہی میں سے ہے' تمہارا رنج و تکلیف میں پڑنا اس کو بہت شاق گزرتا ہے' وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہش مند ہے۔"

مخالف و موافق' امیر و غریب' دوست و دشمن' رشتے دار و غیر رشتے دار اور چھوٹے بڑے ہر ایک کے ساتھ آپؐ حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے تھے اور صلح ہو یا جنگ ہر موقع پر آپؐ کا برتاؤ مشفقانہ ہوتا تھا۔ کسی کو جتائے اذیت کرنا اور اپنے قول و عمل سے تکلیف پہنچانا ہرگز آپؐ کا شیوہ نہ تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے آپؐ کے اخلاق و عادات کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ۔

"آپؐ نرم خو اور شفیق تھے' رافت و مہربانی آپؐ کا امتیازی وصف تھا۔ سخت مزاجی اور تنگ دلی سے آپؐ کو نفرت تھی۔ کوئی بری بات زبان سے نہ نکالتے تھے' کسی معاملے میں شور اور ہنگامہ نہیں کرتے تھے' کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ جو بات آپؐ کو ناپسند ہوتی اور اس سے اغماض فرماتے۔ کوئی شخص کسی چیز کی امید رکھتا اور آپؐ سے سوال کرتا تو اسے مایوس نہ کرتے۔

تین چیزوں سے آپؐ ہر آن کنارہ کش رہتے تھے۔

[1] بحث و مباحثہ سے۔

[2] ضرورت سے زیادہ باتیں کرنے سے۔

[3] جس معاملے سے کوئی تعلق نہ ہو' اس میں دخل انداز ہونے سے۔

دوسرے کی دل جوئی فرماتے اور اس کی بات نہایت توجہ اور غور سے سنتے' جب تک وہ بات ختم نہ کرلیتا' خاموشی اختیار فرمائے رکھتے' کسی کو بات میں ٹوکنا اور سلسلہ گفتگو کو آگے نہ بڑھنے دینا' آپؐ کے مزاج کے منافی تھا۔

نہایت فیاض' انتہائی نرم مزاج' بہ درجہ غایت' خوش طبع اور بے حد سخی تھے۔

کسی کے متعلق توہین آمیز کلمہ زبان سے نہ نکالتے' کوئی اس قسم کی بات کسی سے کہتا تو اسے روکتے' کسی چیز کو بری اور ناقص نہ قرار دیتے' کسی کا دل نہ دکھاتے' جس قسم کا کھانا سامنے آتا تناول فرمالیتے اور اسے ناقص نہ قرار دیتے۔ یہ تھے شہنشاہ کونین کے اخلاق۔"

اخلاق کا مطلب ہے عادات و اطوار اور میل جول کے طور طریقے۔ اگر کسی کے عادات و اطوار اور میل جول کے طریقے اچھے ہیں تو وہ اخلاق حسنہ سے متصف ہے اور اگر میل جول کے طور طریقے غلط ہیں اور عادات و اطوار میں برائی کا عنصر راہ پا گیا ہے تو اسے بداخلاقی سے تعبیر کیا جائے گا اور یہ اخلاق سیئہ کہلائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اخلاق حسنہ کی تعلیم دی ہے' آپؐ خود بھی اخلاق حسنہ کا مکمل ترین نمونہ تھے اور آپؐ نے لوگوں کو بھی یہی تاکید فرمائی ہے کہ ہر معاملے میں اخلاق حسنہ کو اپنایا جائے۔

اخلاق کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے' یہ انسان کے بالکل ابتدائے آفرینش کا مسئلہ ہے۔ جونہی اس عالم آب و گل نے وجود کا جامہ پہنا اور انسان نے دھرتی پر قدم رکھا' یہ مسئلہ ظہور میں آگیا تھا۔

انسان کو فطری طور پر معلوم ہے کہ کون سی بات اچھی ہے اور کون سی غلط' کون سا عمل برا ہے اور کون سا عمل صحیح' کون سی حرکت نقصان دہ ہے اور کون سی فائدہ مند' کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ!

انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اللہ نے اس کی اصلاح کے سامان بھی پیدا کردیئے تھے اور بتادیا تھا کہ کون سی راہ اختیار کرکے وہ درست منزل پر پہنچ سکتا ہے اور کون سی راہ اس کے لئے نقصان کا باعث ہوسکتی ہے۔

وھدینہ النجدین۔

(البلد:۱۰)

"اور ہم نے اسے سعادت و شقاوت کی دونوں راہیں دکھادیں۔"

راہ سعادت کی تمام انبیاء و مصلحین نے نشاندہی کی ہے اور لوگوں کو اس کے فوائد سے آگاہ فرمایا ہے۔ اس راہ پر گامزن نہ ہونے کی صورت میں جو خرابیاں جنم لیتی ہیں اور فرد و معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں' اس سے بھی خبردار کیا۔ یعنی انبیاء و مصلحین کے گروہ نے مواقع و مقامات کے مطابق مختلف اوقات و ادوار میں لوگوں کو حق و صداقت کی روشنی سے بھی آگاہ کردیا تھا اور غلط و ناروا امور کی ظلمتوں سے بھی انہیں اطلاع بہم پہنچادی تھی۔

لیکن اس کی وضاحت و تبیین جس طرح پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی' اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آپؐ نے اخلاق کے اصول و قوانین کی صراحت فرمائی' اس کی غرض و غایت کی تعیین کی اور اس کے اسباب و علل سے پردہ اٹھایا۔

اخلاق کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جہاں اس کا تعلق ضمیر کی آواز' دل کی پکار اور عقل و فطرت کی اندرونی صدا سے ہے' وہاں اسے وحی الٰہی اور حکم خداوندی کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ یعنی اگر کسی وقت عقل پر جذبات غالب آجائیں اور دنیا کے کچھ عارضی مفاد صدائے قلب کو دبا دینے کی کوشش کریں تو وحی الٰہی اور تعلیم محمدی اس کے سامنے آکھڑی ہوں اور اسے حق و صداقت کی راہ سے دور نہ ہٹنے دیں۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک مسکین اور مستحق آپ کو مدد کے لئے پکارتا ہے اور آپ کی مالی حالت اس قابل ہے کہ اس کی مدد کرسکیں' لیکن آپ کا دل اس سے گریز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر اس کی مدد کی گئی تو پیسے گھٹ جائیں گے اور فلاں فلاں ضرورتیں پوری نہیں ہوسکیں گی۔ اب حکم الٰہی سامنے آتا ہے اور قرآن کا یہ فرمان ذہن میں گھومنے لگتا ہے۔

فات ذا القربی حقہ و المسکین و ابن السبیل۔

(روم:۳۸)

"رشتے داروں کا حق ادا کرو اور مسکینوں اور مسافروں کو اللہ کی راہ میں دو۔"

اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرنے سے معاشرے میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور انسانوں کے باہمی تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان دوسرے

انسان کی کسی نوع کی بھی مدد کرتا ہے تو اس سے باہم محبت کے جذبات کروٹ لیتے ہیں اور ذہن خفگی و کدورت کے جراثیم سے پاک ہوتا ہے۔

اخلاق کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان ہی سے بہتر مراسم پیدا کرے اور اس سے اچھی طرح پیش آئے' غیر مسلمان سے اچھا سلوک نہ کرے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ خاص انسانی مسئلہ ہے' ہر انسان کو دوسرے انسان سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ اس میں مسلمان اور غیر مسلمان کا ہرگز کوئی امتیاز نہیں ہے۔ غیر مسلم بھی حسن سلوک کے اتنے ہی مستحق ہیں' جتنے مسلمان۔ بلکہ بعض اوقات غیر مسلموں کا استحقاق مسلمانوں سے بڑھ جاتا ہے۔

یہ حقوق و فرائض کا مسئلہ ہے جس میں تمام انسانی معاشرہ شامل ہے اور ہر طبقہ و مذہب کے لوگ مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ فرض کیجئے جنگ کا زمانہ ہے' مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اور شدید معرکہ آرائی کا دور ہے۔ اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیر مسلموں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔ جو شخص میدان جنگ میں نہیں ہے' اس پر حملہ نہ کرو اور اسے کسی نوع کا نقصان نہ پہنچاؤ۔ عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ' بوڑھوں' بیماروں' کمزوروں' مسافروں اور بچوں کو کچھ نہ کہو بلکہ ان کی حفاظت کرو' مندروں' گرجوں اور عبادت خانوں کو منہدم نہ کرو' غیر مسلموں کی فصلوں اور درختوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ سادھو' سنت اور عابد و زاہد لوگ جو عبادت گاہوں میں بیٹھے ہیں' مسلمانوں کی ہمدردی کے مستحق ہیں' ان کو تحفظ دینا فرض ہے۔

غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعے اور ہر شخص کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ کسی کو اذیت میں مبتلا کرنا اور جانی و مالی یا فکری و ذہنی تکلیف پہنچانے کی کوشش کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے بالکل منافی ہے۔ جو شخص لوگوں سے حسن سلوک کا مظاہرہ نہیں کرتا اور معاشرے میں بہتر اخلاق کی ترویج و اشاعت کے لئے کوشاں نہیں ہوتا' اس کا اسلام ناقص ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عامل نہیں ہے۔

بے شک نماز' روزہ اور حج' و زکوٰۃ پر عامل ہونا ضروری ہے اور یہ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں لیکن اسلام محض انہی میں محدود نہیں ہے۔ اسلام کی حدیں بڑی وسعت پذیر ہیں' جن پر عمل کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی گئی ہے' انہی اعمال ضروریہ میں اخلاق حسنہ کو شمار کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نماز کا پابند ہے لیکن نہایت تند خو اور سخت مزاج ہے' گھر والے بھی اس کی اس بد عادت سے پریشان ہیں اور ہمسائے بھی تکلیف سے دوچار ہیں' اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اس غلط عادت کو ترک کردے۔

اسی طرح ایک شخص پابندی سے روزے رکھتا ہے' زکوٰۃ بھی دیتا ہے اور حج و عمرے کے لئے ہر سال عازم بیت اللہ ہوتا ہے' لیکن بدزبان ہے' چھوٹی چھوٹی باتوں پر دشنام طرازی پر اتر آتا ہے یا لوگوں کا بدخواہ ہے' یا معاملات کا صاف نہیں ہے۔ اسے کامل مسلمان یا کامل مومن ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی عادات و اطوار کو درست کرے اور اخلاق حسنہ کو اپنائے۔

اخلاق' اللہ کی وہ نعمت ہے جس کے بہت سے حصے نہایت آسانی سے حاصل ہوجاتے ہیں۔ نہ اس پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے اور نہ اس کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت اور بھاگ دوڑ کی ضرورت ہے۔ میٹھا بولنا' نرمی سے بات کرنا' کسی کے دکھ سکھ میں شریک ہونا اور اسے تسلی دینا' کوئی غلط راہ پر جارہا ہو تو' اس کو سیدھی راہ پر لگانا یہ سب اخلاقی قدریں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا لازمی حصہ۔

جانوروں کے ساتھ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر سلوک روا رکھنے کا حکم دیا ہے' ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے' ان سے زیادہ کام لینے اور انہیں مارنے پیٹنے سے منع فرمایا ہے یعنی یہ بھی اخلاقی اقدار میں شامل ہے۔

بہرحال اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانا اور غلط عادتوں کو ترک کرنا ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کس قسم کے ہیں۔ کیا ہم کسی معاملے میں اختلاف رائے کو پسند کرتے ہیں؟ جو شخص ہماری طبیعت اور مزاج سے ہم آہنگ ہو کر بات نہ کرے' اسے برداشت کرنے کو تیار ہیں؟ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہیں' دوسرے کو بھی اس کا حق دار سمجھتے ہیں؟ مخالف کے ساتھ نرمی' شفقت اور مہربانی کا سلوک روا رکھتے ہیں؟ کمزور اور غریب کو وہی حیثیت دیتے ہیں جو طاقت ور اور امیر کو دیتے ہیں؟

ہرگز نہیں!

ہم ہر معاملے میں اپنی ذات کو مقدم قرار دیتے ہیں اور اپنے مفاد کے حصول کے لئے دوسرے کو نقصان پہنچانا' ہماری

باقی ص ۳۶ پر

تحریکِ ختمِ نبوت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی نویلی دلہن کے پرانے شوہر کی عجیب داستان○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے عجیب سوالات○ سکندر مرزا ایک قومی غدار○ ایک غلطی کا ازالہ' کی ضبطی○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام○ اقبال اور قادیانیت○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت○ قادیانی جماعت کا بجٹ○ فرقان فورس کیا ہے؟○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں○ اسرائیل میں مرزائی مشن○ ربوہ کا سالانہ میلہ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری○ بھٹو اور مرزا ناصر○ فوج کا ہیڈ کوارٹر- ربوہ- ؟○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان○ چینی سفیر ربوہ میں○ مرزائی لندن پلان○ مرزائی گھوڑے○ رفیق باجوہ کا قاتلانہ حملہ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی○ محکمہ تعلیم اور قادیانی○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند○ مولانا شمس الدین کی شہادت○ ربوہ' علاقہ غیر○ مرزائی سلطنت کے خواب○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں○ ربوہ ایک ریاست○ ربوہ سازشوں کا مرکز○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی○ سانحہ ربوہ 1974ء○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی○ قادیانی حوروں کی حقیقت○ قادیانی جنت و دوزخ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار باورچی کا قتل○ کوثر نیازی ربوہ میں○ لیبیا کا ایٹمی پلانٹ اور قادیانی○ شیزان' قادیانیوں کی فیکٹری○ ملک قاسم' مجید نظامی' آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹربیونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی' پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹرائزڈ کتابت○ عمدہ کاغذ○ اعلیٰ طباعت○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل○ مضبوط جلد○ صفحات 1224○ قیمت 200 روپے
○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے' وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھیے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

اسلام میں رزقِ حلال کی اہمیت

جس آدمی کے پیٹ میں ایک بھی نوالہ حرام ہوگا اس کی چالیس روز تک دعائیں قبول نہ ہو سکیں گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"وہ جسم جس کی پرورش حرام مال سے کی گئی ہو' جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔"

شارع اسلام نے اپنے اس فرمان کے ذریعے امت کے افراد کو حرام خوری سے اجتناب کی نہایت سختی کے ساتھ تاکید کی ہے اور واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ رزق حرام میں قطعی کوئی خیر و برکت نہیں۔ رزق حرام کمانے کھانے والا اس دنیا میں بھی سکون قلب اور حقیقی خوشی سے محروم رہتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا ٹھکانہ دہکتی ہوئی آگ یعنی جہنم ہے۔ حرام خوری دراصل ایک ایسی لعنت ہے' جس کے باعث معاشرے میں زبردست بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور خیر و برکت کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ برائی کے باعث انسان انسان کا دشمن بن جاتا ہے۔ بھائی بھائی کا بیری بن جاتا ہے۔ آنکھوں سے شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے۔ اور دلوں سے مروت محبت اور الفت جاتی رہتی ہے۔ حرام خور کے سر میں ایک ہی سودا ہوتا ہے کہ کسی طرح اپنے بھائی بندوں کا پیٹ کاٹ کر اپنی تقدیر بدلائی جائے اور دوسروں کے گھروں کو اجاڑ کر اپنے گھر میں دوزخ کا ایندھن جمع کیا جا سکے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر گوشے میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ روحانی اور معاشرتی مسائل کی طرح وہ معاشی مسائل کا حل بھی بتاتا ہے۔ کسب معاش کے سلسلے میں اپنے ماننے والوں کو اس بات کی کھلی چھٹی نہیں دیتا کہ وہ جو مال چاہیں کمائیں اور جس طریقے سے چاہیں وہ کمائیں۔ بلکہ وہ ملی اور اجتماعی فوائد کے پیش نظر کسب معاش کے جائز اور ناجائز طریقوں میں فرق کرتا ہے اور صاف صاف حکم دیتا ہے کہ کسب مال کے وہ ذرائع جن سے افراد دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچا کر خود ذاتی فائدہ حاصل کرتے ہوں ناجائز ہیں۔ اس کے برعکس اسلام میں ایسے طریقے ہیں جن سے افراد باہمی رضامندی سے عدل کے ساتھ منفعت کا تبادلہ کرتے ہیں درست اور جائز ہیں۔

جیسا کہ قرآن حکیم کی سورۃ نساء میں ارشاد ربانی ہے۔

"اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

اسلام میں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رزق حلال کو فرض قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"ان فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں' پاک اور حلال کمائی بھی فرض ہے۔"

تحریر۔ جناب شوکت علی بی اے' سابق سیکریٹری جنرل پاکستان کرچین ایسوسی ایشن سیالکوٹ

اسلام اپنے ماننے والوں کو رزق حلال کے لئے محنت و مشقت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ کسی ایسی آمدنی کو جائز قرار نہیں دیتا جو بیٹھے بٹھائے اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر ناجائز طریقے سے حاصل ہو یا کسی کی منشاء اور مرضی کے خلاف ناحق طاقت استعمال کر کے اس سے چھینی جائے۔ اسلام میں حلال محنت کا کوئی کام یا پیشہ گھٹیا اور کمتر نہیں ہے۔ اسلام میں گھٹیا اور معیوب صرف رزق حرام کے ذرائع ہیں۔ اسلام ہاتھ سے کمانے والی آمدنی کو بہترین رزق قرار دیتا ہے۔ حضرت مقدام بن سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کبھی کسی شخص نے ایسا کھانا نہیں کھایا جو اس کھانے سے بہتر ہو جو ہاتھ کی محنت سے حاصل ہوتا ہے۔"

پھر ارشاد فرمایا۔

"اللہ کے رسول حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔"

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ۔

"حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر اپنی روزی کماتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کاشتکاری کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔"

محنت اور رزق حلال کی اسی اہمیت کے پیش نظر بڑے بڑے ائمہ اور بزرگان دین محنت مشقت کر کے رزق حلال کماتے تھے۔ مثلاً حضرت امام غزالی کو غزالی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد ماجد روئی کات کر دھاگہ تیار کرتے تھے (عربی زبان میں غزل کے معنی کاتنے کے ہیں اور غزالی کاتنے والے کو کہتے ہیں)۔ حضرت علامہ قفال مروزی قفل سازی کا کام کرتے تھے۔ اس طرح بے شمار مثالیں ہیں۔ مختصر یہ کہ ان ائمہ دین اور اولیائے امت نے یہ پیشے محض حرام سے بچنے اور رزق حلال حاصل کرنے کی غرض سے اختیار کئے تھے۔ ان بزرگوں کی پاکیزہ نیتوں' عملی صلاحیتوں اور مخلوق خدا میں بے پناہ مقبولیت نے ان پیشوں کو بھی معزز و ممتاز بنا دیا تھا۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ ہم نے اپنے اعلیٰ اور معزز پیشوں اور عہدوں کو بھی اپنی بدنیتی اور رشوت ستانی کے باعث بدنام کر رکھا ہے۔ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آج بھی بعض پیشوں اور عہدوں کا ذکر سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں حرام خوری کا تصور تازہ ہونے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کی اطاعت کو لازم و واجب قرار دیا ہے۔ اسلام نے ان تمام پیشوں اور کاموں پر پابندی عائد کی ہے جو حرام ہیں۔ اور جن کے باعث خلق خدا کسی بھی اعتبار سے اذیت اور مصیبت میں مبتلا رہتی ہے۔ اسلام نے شراب اور تمام نشہ آور چیزوں کی فروخت' قحبہ گری اور جوئے کی قسم کی تمام کے پیشوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اسلام رشوت کو حرام قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی بدولت انسانی معاشرہ تلپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ آج کل بعض لوگوں نے رشوت کا نام تحفہ یا ہدیہ رکھ لیا ہے اور وہ بلا تامل یہ تحفے اور

باقی ص ۲۶ پر

قسط نمبر ۱

از۔ مقبول جہانگیر۔ مرسلہ۔ امجد اقبال ساجد، جھنگ

شیخ الحدیث حضرت مولینا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہ

آپ اتباع سنت، زہد و قناعت، تقویٰ و تواضع اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے

کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی میں دہلی، سہارنپور ریلوے لائن پر ایک بارونق قصبہ ہے۔ مظفر نگر سے چوبیس میل، دہلی سے بیالیس میل اور سہارنپور سے پینتالیس میل دور۔ مشرق میں سرزمین شرقی اور اس کے کنارے سے حد نظر تک باغوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ دریائے جمنا ہی کی وجہ سے یہ علاقہ پنجاب کے ضلع کرنال سے کٹتا ہے۔ قصبے کا جنوب مشرقی علاقہ خاص طور پر بے حد زرخیز ہے۔ آموں کے باغ محلوں اور آبادیوں تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت احسان دانش کاندھلوی مرحوم نے لکھا تھا۔

"شہر کے گل بار کناروں کا منظر ہر وقت رہٹ چلنے کے باعث گردونواح کے دوسرے مناظر سے نسبتاً" شاداب اور روح افزا رہتا ہے۔ مگر شام ہوتے ہی جب آسمان کی نیلی آنکھوں میں سرسوں پھولنے لگتی ہے۔ اس وقت یہ قطعہ اور بھی تیکھا ہو جاتا ہے۔ جنوب میں شاہی وقتوں کا ایک پختہ تالاب ہے جس کے مشرقی کنارے پر پرانی اور مختصری مسجد، مغرب میں نہانے کا زینہ دار گھاٹ، شمال میں ایک عالی شان مندر اور پجاریوں کے رہنے کے لئے دو منزلہ عمارت، جنوب میں مویشیوں کے پانی پینے کے لئے کچا اور ڈھلوان گھاٹ اور اس گئو گھاٹ کی پشت پر دور تک ٹیلے کے پیچھے سرسبز میدان ہے۔

کاندھلے کی آبادی سے ریلوے اسٹیشن صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ رات کو ریل گاڑی کی آواز اس طرح آتی ہے جیسے زمین چیخ اٹھی ہو۔ آبادی اور تالاب کا یہ محبوب منظر باغ کے اتنا قریب تھا کہ جب آموں کا موسم جنم لیتا تو بور کی خوشبو اور کوئلوں کی کوک، آبادی میں مندروں کے کلس اور مکانوں کی اٹاریوں چومتی پھرنے لگتی اور راتے کی خاموشی میں رکھوالوں کی آواز قصبے کی گلیوں تک مار کرتی۔"

کاندھلہ اگرچہ پرانا قصبہ ہے۔ مگر اس میں تاریخی اہمیت کی کوئی عمارت نہیں۔ بعض تاریخی حوالوں سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ سلطان محمد تغلق رجب ۷۴۰ھ میں اس قصبے کے قریب شکار کھیلنے آیا۔ اس وقت قصبے کی کسمپرسی کا یہ عالم تھا کہ یہاں کوئی جامع مسجد بھی نہ تھی۔ سلطان نے جامع مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور اس طرح کاندھلے کی ترقی کی بنیاد رکھی گئی۔ شہنشاہ اکبر کے دور حکومت میں یہ قصبہ ایک نمایاں حیثیت اختیار کر گیا۔ جس وقت مسلمانوں کا عہد اقتدار ختم ہوا اور اس کی جگہ ہندوستان میں برطانوی استعمار نے سنبھالی تو کاندھلہ اپنی شہری آبادی کے علاوہ اکاون دیہات پر مشتمل تھا۔

۱۸۸۲ء میں اس کی آبادی تقریباً" سات ہزار نفوس تھی اور تقسیم ہند کے وقت خاص کاندھلے کی آبادی چالیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جس میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً" چودہ ہزار تھی۔ سہارنپور اور مظفر نگر کے اضلاع میں اگرچہ بعض قصبے کاندھلے سے بھی بڑے ہیں مگر بارہویں، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں جس قدر اہل علم و فضل کاندھلے کی خاک سے اٹھے وہ شرف کسی اور قصبے کو حاصل نہ ہو سکا۔

مولانا عبدالحئی جنہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی دامادی کا شرف پایا اور تحریک آزادی میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کے دست و بازو بنے۔ اس سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے، اسی قصبے کی خاک پاک سے اٹھے۔ مفتی الٰہی بخش وہ باکمال آدمی ہیں جنہوں نے مثنوی مولانائے روم کا تکملہ لکھا۔ ان کے بعد مولانا مظفر حسین کاندھلوی، مولانا کمال الدین، مولانا حکیم شیخ الاسلام، حافظ محمد اسماعیل، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور ان کے نامور فرزند شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا۔ ان کے چچا مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت، ان کے بیٹے مولانا محمد یوسف اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی جیسے علماء کے اسم ہائے گرامی نمایاں ہیں۔

مفتی الٰہی بخش کاندھلوی علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل الفن استاد تھے۔ ۱۱۶۲ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ممتاز شاگرد اور مرید تھے۔ عالم دین ہونے کے ساتھ بلند پایہ فقیہہ، طبیب، شاعر اور مصنف تھے۔ اکثر تصانیف پایہ تکمیل کو پہنچانے کے بعد کسی شاگرد کو عطا کر دیتے۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر یکساں عبور تھا۔ قصیدہ بانت سعاد کی شرح عربی زبان میں لکھی جس میں ہر شعر کا فارسی اور اردو میں منظوم ترجمہ ہے۔

۱۲۳۴ھ میں مفتی صاحب سید احمد شہید کی ملاقات و بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر بہتر سال اور سید صاحب کی عمر بتیس سال کی تھی۔ ایک ایسے شیخ سے بیعت ہونا جو عمر میں اڑتالیس سال چھوٹا اور رسمی طور پر عالم بھی نہ تھا۔ مفتی صاحب کی للٰہیت، بے نفسی اور خلوص کی دلیل ہے۔

مفتی الٰہی بخش کی حیات ہی میں اور ان کے وصال کے بعد کاندھلے کی جس شخصیت نے علم اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام اور نام پایا، وہ حضرت مولانا مظفر حسین کی ذات گرامی ہے۔ مولانا مظفر حسین، مولوی محمود بخش کے صاحبزادے اور مفتی الٰہی بخش کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی لیکن ابھی پوری نہ کرنے پائے تھے کہ مفتی الٰہی بخش نے دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔

چنانچہ مولانا مظفر حسین نے بقیہ ظاہری و باطنی تعلیم دہلی

میں حضرت شاہ عبدالعزیز کے نواسے اور شاگرد رشید حضرت شاہ محمد اسحاق سے پوری کی۔ انہیں مولانا محمد یعقوب مہاجر مکی سے بھی شدید تعلق خاطر تھا اور ان سے بیعت بھی تھے۔ سلسلہ درس و تدریس نہ تھا۔ سیدھی سادی زندگی بسر فرماتے۔

مولانا بے حد محتاط طبیعت رکھتے تھے کبھی مشتبہ مال نہ کھاتے اور اگر بھولے یا غلطی سے کھا لیتے تو فوراً قے ہو جاتی۔

مولانا مظفر حسین نہایت منکسر المزاج تھے۔ اس سادگی سے رہتے کہ انہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اتنے بڑے عالم ہوں گے۔ ہر کام خود کرتے' بلکہ دوسروں کا کام بھی کر دیا کرتے تھے۔ عادت یہ تھی کہ اشراق کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے اور جو جو گھر اپنے اقارب کے تھے' وہاں تشریف لے جاتے۔ اگر کسی کو بازار سے کچھ منگانا ہوتا تو پوچھ کر دلا دیتے۔ پیسہ اس زمانے میں کم تھا' جو تھے آتی غلے کی آتی تھی۔ آپ غلہ بھی کرتے کے پلے میں لے جاتے اور کبھی لنگی میں۔ مولانا نے چھ حج پیدل کئے۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مولانا محمد یعقوب کا خط آیا کہ تم یہاں چلے آؤ۔ خط ملتے ہی وہ فوراً "بیت اللہ روانہ ہو گئے۔ یہ روانگی ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔ ابھی مکہ مکرمہ نہیں پہنچے تھے کہ اسہال کا مرض لاحق ہو گیا۔ تاہم یوں توں کر کے پہنچ گئے۔ وہاں حاجی امداد اللہ نے فرمایا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں موت آئے مگر اب بظاہر میری موت کا وقت قریب آ گیا۔ آپ مراقبہ کیجئے۔ حاجی صاحب نے مراقبے کے بعد فرمایا۔ نہیں آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے۔ چند روز بعد مولانا اچھے ہو گئے اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ مدینے پہنچنے میں ایک منزل باقی تھی کہ پھر بیمار ہوئے اور دسویں محرم ۱۲۸۲ھ جمعہ کو انتقال کیا۔ مدینہ میں حضرت عثمانؓ کی قبر کے قریب مدفون ہوئے۔

مولانا مظفر حسین کاندھلوی کی صاحبزادی بی امتہ الرحمان بھی رابعہ سیرت بی بی تھیں۔ انہیں خاندان میں عام طور پر امی بی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ امی بی کی بیٹی صفیہ کا نکاح کاندھلے کے ایک نوجوان عالم دین اور صدیقی خاندان کے چشم و چراغ مولانا محمد اسماعیل صاحب سے ہوا۔ مولانا اسماعیل کا جدی نسب چھٹی پشت میں مفتی الٰہی بخش صاحب سے جا ملتا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل کا وطن جھنجھانہ تھا۔ لیکن آپ دہلی میں مرزا الٰہی بخش کے صاحبزادوں کی دینی تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ مرزا الٰہی بخش کا نام تاریخ میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مرزا صاحب بہادر شاہ ظفر کے سمدھی تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر انوار کے قریب چونسٹھ کھمبے کے نام سے ایک تاریخی عمارت ہے۔ اس کے سرخ پھاٹک پر اوپر کی منزل میں مولانا محمد اسماعیل کا قیام تھا۔ پھاٹک کے متصل ہی ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ اس کے سامنے مرزا الٰہی بخش کی نشست گاہ تھی جس پر نین پڑا ہوا تھا۔ اسی باعث اسے بنگلے والی مسجد بھی کہتے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل ذاکر و شاغل' متقی اور مستجاب الدعوات آدمی تھے۔ تلاوت قرآن اور ادعیہ ماثورہ سے خاص شغف تھا۔ جس کی وجہ سے آپ خاص مقام کے مالک تھے۔ بایں ہمہ اپنی زندگی عزلت اور گمنامی میں گزار رہے تھے۔ آئے گئے مسافروں کی خدمت قرآن مجید اور دین کی تعلیم شب و روز کا مشغلہ تھا۔

مولانا محمد اسماعیل کی آخر میں یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کی تلاوت اور درود میں شب و روز گزرتے۔ پرانی تمنا یہ بھی تھی کہ بکریاں چراتا رہوں اور قرآن پڑھتا رہوں۔ رات کو اس کا خاص اہتمام تھا کہ گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور جاگتا رہے۔ بارہ ایک بجے تک منجھلے صاحبزادے مولانا محمد یحییٰ مطالعے میں مشغول رہتے۔ اس وقت مولانا اسماعیل بیدار ہو جاتے' مولانا محمد یحییٰ سو جاتے۔ پچھلے پہر صاحبزادے مولانا محمد صاحب کو جگا دیتے۔ مولانا اسماعیل کی اہلیہ صفیہ بی بی بھی قرآن کی حافظہ تھیں اور وہ بھی اتنا اچھا یاد تھا کہ کبھی متشابہ نہ لگتا۔ ایک ہفتے میں قرآن مجید پورا کر لیتی تھیں۔ اس کے علاوہ درود اور اسم ذات اور ایک منزل قرآن کی تلاوت روزانہ کا معمول تھا۔ یہی نہیں اس گھرانے کی سب بچیوں کا یہی عالم تھا۔

میوات سے مولانا کا تعلق بھی آپ کی حیات میں شروع ہوا۔ اس کی تاریخ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ اس فکر میں نکلے کہ کوئی جاتا نظر پڑے تو اسے مسجد میں لے آئیں اور اس کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لیں۔ چند مسلمان نظر آئے۔ ان سے پوچھا۔

"کہاں جاتے ہو؟"

انہوں نے کہا۔

"مزدوری کے لئے۔"

پوچھا۔

"کیا مزدوری ملے گی؟"

انہوں نے مزدوری بتائی۔

مولانا نے فرمایا۔

"اگر اتنی مزدوری یہیں مل جائے' تو پھر جانے کی کیا ضرورت؟"

انہوں نے منظور کر لیا۔ آپ انہیں مسجد میں لے آئے۔ نماز سکھانے اور قرآن پڑھانے لگے۔ یومیہ مزدوری انہیں دے دیتے اور انہیں پڑھنے اور سیکھنے میں مشغول رکھتے۔ چند دنوں بعد ان لوگوں کو نماز پڑھنے کی عادت پڑ گئی۔ یہ بنگلے والی مسجد کے مدرسے کی بنیاد تھی اور یہ پہلے طالب علم تھے۔ اس کے بعد دس بارہ میواتی طالب علم مدرسے میں رہتے اور ان کا کھانا مرزا الٰہی بخش کے ہاں سے آتا تھا۔

شوال ۱۳۱۵ھ کو مولانا محمد اسماعیل صاحب نے انتقال فرمایا۔ غفرلہ۔ تاریخ وفات ہے ان کے تین بیٹے تھے۔ پہلی بیوی سے مولانا محمد صاحب اور دوسری بیوی سے مولانا محمد یحییٰ اور مولانا محمد الیاس۔ مولانا نے اپنے ان بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ اخلاق و کردار سنوارنے پر زیادہ زور تھا۔ مولانا محمد یحییٰ نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ خود کہتے ہیں۔

"والد صاحب کی طرف سے حکم تھا کہ جب تک پورا قرآن شریف ختم نہ کر لو گے' روٹی نہ ملے گی لہٰذا میں عموماً ظہر سے قبل پورا قرآن ختم کر لیا کرتا اور کھانا کھا کر چھٹی کے وقت اپنے شوق سے فارسی پڑھا کرتا۔"

بچپن ہی سے اس قدر ذہین و فطین تھے کہ اکثر کتابیں خود ہی پڑھیں۔ کسی استاد سے مدد کی نوبت نہ آئی۔ ارشاد فرماتے تھے کہ۔

"مسلم مجھے از بر یاد تھی اور تسبیح لے کر میں نے اس کی عبارت دو دو سو مرتبہ پڑھی ہے۔"

عربی ادب میں اتنی مہارت تھی کہ نظم و نثر بلا تکلف لکھ لیتے تھے۔ ادب و منطق کے علاوہ مولانا محمد یحییٰ نے باقی کتابیں دہلی کے مدرسہ حسین بخش میں پڑھیں۔

[illegible] میں مولانا یحییٰ گنگوہ گئے اور مولانا رشید احمد سے حدیث پڑھی۔ آہستہ آہستہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے حد درجہ محبت اور عقیدت ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک آپ گنگوہ میں رہے حضرت گنگوہی کے خادم خاص بن کر رہے۔ حضرت کی ظاہری بینائی جاتی رہی تھی اور مولانا محمد یحییٰ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یحییٰ اندھے کی لاٹھی ہے۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی کہیں چلے جاتے تو حضرت گنگوہی بے چین ہو جاتے۔ غرض بارہ برس تک ان کی خدمت میں رہے۔ اور پھر ان سے بیعت ہو کر ذکر و شغل بھی شروع کر دیا۔ حضرت کے وصال کے بعد مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے وہ عمامہ جو حضرت گنگوہی کے سر پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے باندھا تھا اور جسے اصل حقداروں پر آپ نے ہی لیا تھا۔ مولانا محمد یحییٰ کے سر پر یہ کہہ کر رکھ دیا کہ۔

"اس کے مستحق تم ہو۔ میں آج تک اس کا محافظ اور امین تھا۔

الحمد للہ! آج حق' حق دار کے حوالے کر کے بار امانت سے سبکدوش ہوتا ہوں اور تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ کوئی طالب آئے تو اسے سلاسل اربعہ میں بیعت کرنا اور اللہ کا نام بتانا۔"

مولانا محمد یحییٰ کے فرزند ارجمند شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اپنے والد کے بارے میں فرماتے تھے کہ۔

"ان کی زندگی اس قدر سادہ تھی و لباس یا طرز معاشرت سے کوئی انہیں مولوی بھی نہیں سمجھتا تھا۔ کپڑے زیادہ تر گھر میں دھلوا لیا کرتے۔ کھانے پینے کا ذوق بھی سادہ تھا کبھی گھر میں کوئی خاص چیز پکانے کی فرمائش نہ کرتے' جو سامنے رکھ دیا جاتا رغبت سے کھا لیتے۔"

مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم بلوا لیا تھا۔ جہاں آپ نے درس حدیث دیا اور ایک پیسہ تنخواہ نہ لی۔ بلکہ مولانا خلیل احمد جب ۱۳۲۸ھ میں حج پر گئے تب قائم مقام بن کر مدرسے میں درس دیا۔ ساری تنخواہ مولانا خلیل احمد کے گھر پہنچا دیا کرتے تھے۔ ساڑھے پانچ سال تک اسی طرح پڑھایا اور یہ صرف مولانا محمد یحییٰ کی امتیازی شان ہے۔ ۱۳۳۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔

مولانا محمد الیاس' مولانا محمد یحییٰ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ الیاس اختر تاریخی نام ہے۔ مولانا الیاس کا بچپن اپنے ننھیال کاندھلہ میں اور والد مولانا اسماعیل کے پاس بستی نظام الدین میں گزرا۔ خاندان کے دوسرے بچوں کی طرح آپ نے بھی بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ حفظ قرآن شریف کا خاندان میں ایسا رواج تھا کہ مسجد کی ڈیڑھ صف میں موذن کے سوا کوئی غیر حافظ نہ ہوتا۔ امی بی مولانا الیاس پر بے حد شفیق تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں۔ اختر! مجھے تجھ سے صحابہؓ کی خوشبو آتی ہے۔ کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر کہتیں کہ کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہؓ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ مولانا الیاس میں ابتداء سے صحابہؓ کی سی والہانہ شان کی ایک ادا اور ان کی دینی بے قراری کی ایک جھلک موجود تھی۔ جسے دیکھ کر شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں جب مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہؓ یاد آجاتے ہیں۔ دین کی حمیت آپ کی فطرت میں ودیعت تھی۔ دینی ماحول اور بزرگوں کے واقعات و روایات نے اس چنگاری کو ہوا دی۔ آپ کے ہم عمر و ہم مکتب ریاض الاسلام صاحب کاندھلوی سے روایت ہے کہ جب ہم مکتب میں پڑھتے تھے ایک دن مولوی الیاس لکڑی لے کر آئے اور کہا۔ آؤ میاں ریاض! چل کر بے نمازیوں پر جہاد کریں۔ شوال ۱۳۱۴ھ میں آپ کے بھائی مولانا محمد یحییٰ جب گنگوہ چلے گئے اور وہیں قیام اختیار کیا اس دوران میں مولانا الیاس کبھی اپنے والد کے پاس نظام الدین میں اور کبھی ننھیال کاندھلہ چلے جاتے تھے اور یوں جیسی ان کی تعلیم ہونی چاہئے تھی نہیں ہورہی تھی چنانچہ کچھ عرصے بعد مولانا یحییٰ آئے اور چھوٹے بھائی کو بھی اپنے ساتھ گنگوہ لے گئے۔ اس زمانے میں مولانا الیاس کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی اور جب مولانا رشید احمد گنگوہی نے وفات پائی تب بیس سال کے تھے۔ گویا دس برس کی مدت مولانا الیاس کاندھلوی نے مولانا گنگوہی کی صحبت میں گزارا اور بالآخر انہی سے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔

مولانا الیاس فرماتے تھے کہ جب میں اللہ کا ذکر کرتا تو مجھے اپنے اوپر ایک بوجھ سا محسوس ہوتا۔ حضرت گنگوہی سے کہا تو وہ تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے بھی یہی شکایت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے فرمائی تھی تو حاجی صاحب نے کہا تھا کہ مولوی قاسم! اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔ جذب شوق مولانا کے خمیر میں تھا اور اس کے بغیر ترقی مشکل ہے۔ اسی جذب و شوق نے جسم کی لاغری اور قویٰ کی کمزوری کے باوجود ان سے اتنا عظیم الشان اور حیرت انگیز کام کرادیا جو ان کی جسمانی حالت سے ذرا مطابقت نہ رکھتا تھا۔ ذکر و اشغال' نوافل و عبادات کے ساتھ شروع سے مجاہدانہ جذبات بھی سینے میں موجزن تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے مولانا محمد حسن صاحب کے ہاتھ پر بیعت جہاد بھی کی تھی۔ شیوخ و اکابر کے حلقے میں بھی امتیاز و اعزاز کی نظر سے دیکھے جاتے۔ آپ کا خشوع و تقویٰ سب کو معلوم تھا اس لئے کبھی کبھی اکابر کی موجودگی میں امامت کے لئے آپ ہی کو بڑھایا جاتا کچھ عرصہ مولانا الیاس نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں کتابیں بھی پڑھائیں اور ۱۳۳۳ھ میں حج بھی کیا۔ اپنے بڑے بھائیوں مولانا محمد اور مولانا یحییٰ کی وفات کے بعد آپ مستقل طور پر بستی نظام الدین میں رہنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ اپنے والد کے قائم کردہ مدرسے کو آباد رکھیں اور قرب و نواح میں دین کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے۔ اس زمانے میں بستی نظام الدین کے آس پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ مسجد کے اردگرد جنگل ہی جنگل تھا۔ مشکل ہی سے کسی انسان کی صورت دکھائی دیتی۔ چند میواتی اور غیر میواتی طالب علم' بس یہ مدرسہ و مسجد کی کل کائنات تھی۔ مولانا الیاس کی کوئی مستقل آمدنی نہ تھی۔ توکل علی اللہ' قناعت اور ان کی ہمت عالی اصل سرمایا تھا۔ بڑی تنگی اور سختی سے گزربسر ہوتی۔ اکثر فاقے کی نوبت آجاتی۔ مگر مولانا کے ابرو پر بل نہ آتا۔ بعض اوقات اعلان فرمادیتے کہ آج کھانے کو نہیں ہے جس کا جی چاہے رہے اور جس کا جی چاہے چلا جائے لیکن طلبہ کی ایسی روحانی تربیت ہورہی تھی کہ کوئی جانے کو تیار نہ ہوتا۔ بعض اوقات جنگلی پھلوں گولر وغیرہ سے پیٹ بھرلیا جاتا۔ طلبہ خود جنگل سے لکڑی لا کر روٹی پکاتے اور چٹنی سے کھاتے۔ یہ زمانہ مولانا الیاس کے بڑے مجاہدے اور ریاضت کا تھا۔ خدمت کی طرف خاص میلان تھا۔ حدیث کا درس دیتے تو پہلے وضو کرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور فرماتے کہ حدیث کا حق تو اس سے زیادہ ہے۔ حدیث پڑھاتے وقت کوئی معزز آدمی آجاتا تو درس چھوڑ کر اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ آہستہ آہستہ میوات کے وسیع و عریض علاقے میں دین حق کی تبلیغ اور اصلاح و تعلیم کے کام کا آغاز کیا اور اسے اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک اس طرح سرانجام دیا کہ آج پوری دنیا میں تبلیغی جماعت کے افراد پھیلے ہوئے ہیں اور مولانا الیاس کے مشن کی تکمیل میں دل و جان سے مصروف ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلوی کے پوتے' مولانا محمد یحییٰ کے فرزند اور مولانا محمد الیاس کے بھتیجے مولانا محمد زکریا صاحب' جو دنیائے اسلام میں شیخ الحدیث کے باوقار نام سے معروف ہیں ۱۱/رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حیات تھے۔ انہیں جب پوتے کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی گئی تو ان کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ ہمارا بدل آگیا۔ چنانچہ اس مہینے میں مولانا اسماعیل نے رحلت فرمائی اور یہ حقیقت ہے کہ دادا نے جس پوتے کو اپنا بدل فرمایا تھا وہ اس درجے کا بدل ثابت ہوا کہ اسے سلوک کے اہم اجزا میں سے تجرد عن الخلائق اور یکسوئی کی نعمتیں بغیر کسی ریاضت کے بچپن ہی میں حاصل ہوگئی تھیں۔

زکریا کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو ان کے والد مولانا محمد یحییٰ کے شاگرد نے خواب دیکھا کہ کسی شخص نے زکریا کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔ مولانا یحییٰ نے یہ تعبیر دی کہ اس بچے کو ثبات فی الدین نصیب ہوگا۔ چنانچہ زکریا کی عمر جب تیرہ سال ہوئی تو خود ان کے ایک خواب کی تعبیر میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے فرمایا۔ عنایت الٰہی تمہارے شامل حال ہے۔

مولانا یحییٰ نے فرزند ارجمند کی تعلیم و تربیت اس طریق سے شروع کی کہ رو رعایت اور محبت و شفقت پدری کو دخل انداز نہ ہونے دیا۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ جو بچہ قطب العالم حضرت گنگوہیؒ کی گود میں کھیلا ہو اور جس کا بچپن شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری' مولانا خلیل احمد سہارنپوری' شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا اشرف علی جیسی عظیم شخصیتوں کی خصوصی شفقتوں اور توجہات میں گزرا ہو اس کے تعلق مع اللہ کا درجہ کس قدر بلند ہوگا۔

پندرہ سال کی عمر تھی کہ مولانا یحییٰ نے زکریا کو ظاہری تعلیم کی دولت سے مالامال کردیا اور مزید تین برس میں وہ مقامات باطنی بھی طے کرادیئے جو اوروں کو برسوں کی ریاضت و مجاہدت کے بعد بھی نصیب نہیں ہوتے۔

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے تو رہی سہی کمی بھی پوری ہوگئی۔ مولانا خلیل احمد صدر مدرس تھے۔ انہوں نے زکریا کو بڑی شفقت سے پڑھایا۔ دوسرے اساتذہ میں مولانا عبداللطیف ناظم مدرسہ' مولانا عبدالوحید سنبھلی' مولانا محمد الیاس اور مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ ان اساتذہ سے حدیث' منطق' فلسفہ' صرف و نحو' ادب' فقہ اور ریاضی علوم و فنون کی تعلیم پائی۔ اس کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم ہی میں درس و تدریس کی خدمت مل گئی اور پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ قرار پائی۔ اسی زمانے میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوگیا۔ ۱۳۳۴ھ میں زکریا کے والد یحییٰ نے وفات پائی۔ اس وقت زکریا کی عمر انیس برس تھی۔ والد نے آٹھ ہزار کا قرض چھوڑا تھا۔ غمزدہ بیٹے نے اس موقع پر بڑی مردانگی اور بلند ہمتی کا ثبوت دیا۔ جن جن لوگوں کا قرض مولانا یحییٰ کے ذمے تھا' ان کو خط لکھ دیئے کہ مرحوم قرضے سے بری ہیں۔ وہ قرضہ زکریا ادا کرے گا۔ دس برس کی مدت میں حد درجہ تنگی ترشی اٹھا کر

باقی ص ۲۵ پر

ملتان میں

پندرہ روزہ سالانہ رد قادیانیت کورس

۱۶؍ شعبان تا ۳۰؍ شعبان ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۹؍ جنوری تا ۱۲؍ فروری ۱۹۹۴ء

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام سالانہ رد قادیانیت کورس پندرہ روزہ حسب سابق بڑے اہتمام سے منعقد ہو رہا ہے۔
- فارغ التحصیل علماء کرام' دینی مدارس کے طلباء' اسکولز و کالجز کے طلباء کے لئے نادر موقع۔
- کورس پڑھانے کے لئے ملک عزیز کے نامور علماء' مناظرین اسلام' اسکالرز حضرات کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔
- کورس کے شرکاء کو رہائش' خوراک' مجلس کی کتب کاسیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ دیا جائے گا (البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں)
- قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں اور بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں روکنے کے لئے اس کورس میں شرکت ضروری ہے۔
- سادہ کاغذ پر اپنے دستخطوں سے آج ہی داخلہ کے لئے درخواست بھجوائیں۔

شائع کردہ :- شعبہ نشر و اشاعت

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔

فون : ۴۰۹۷۸

اتحاد اور نظم وضبط

دین اسلام ایسے اجتماعی نظام کا درس دیتا ہے جو قانون کا پابند ہو

تحریر۔ بابو شفقت قریشی سسام

خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کرتے وقت اسے اشرف المخلوقات کا خطاب دیا اور کائنات کی دوسری تمام چیزوں کو اس کے تابع کر دیا' جو دن رات انسان کی خدمت پر مامور رہتی ہیں۔ انسان کی فضیلت کی بنیاد درحقیقت وہ تعلیم و تربیت' عقل و فکر اور عمل و طریقت ہے جس سے دوسری مخلوق عاری ہے۔ اسلام نہ صرف عقلی مذہب ہے بلکہ بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستور العمل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک جو رحمت' برکت' ہدایت' شفا اور نور ہے اور سنت مبارکہ اور اسوۂ حسنہ جو اس قرآن کی عملی تفسیر ہے کو عالم انسانی کے فوز و فلاح کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا۔ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور قرآن کریم اس کی آخری کتاب قرآن کریم فرقان حمید نے دو واضح گروہوں کی نشاندہی کر دی ہے۔ مومنوں کی جماعت کو روشنی اور کافروں کی جماعت کو ظلمت کی مثال سے پہچانا جاتا ہے۔ مومن اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ یوم آخرت حساب کا دن ہے' جب ہر انسان کو اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہونا ہوگا۔ جبکہ کفار کی جماعت ان عقائد و نظریات کا عملی انکار کرتی ہے۔ اسلامی معاشرے کو صحیح خطوط پر منظم کرنے کی ذمہ داری مومنوں پر عائد ہوتی ہے۔ حضورؐ کی بعثت زمانی و مکانی حدود سے ماوراء ہمیشہ کے لئے تمام نسل انسانی کے لئے رہبر و راہنما ہے۔ آپؐ نے اجتماعیت کا درس نوع انسانی کی بھلائی کے لئے دیا۔ درحقیقت اجتماعیت کا تصور اسلام کی فطرت کا جزو لاینفک ہے جو اس کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے اور اس کا عنصر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں غالب نظر آتا ہے۔

قرآن کریم اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ باہمی انتشار اور تفرقہ بازی سے احتراز کیا جائے کیونکہ جو لوگ عالم اسلام کے اتحاد کی مساعی کرتے ہیں اور تفرقہ بازی سے دور رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ دراصل اللہ نے صرف ایک امت (امت مسلمہ) بنائی اور پسند فرمایا کہ وہ تفرقہ نہ ڈالیں' متحد ہو کر رہیں اور اس کی رحمت کے حقدار بنیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔** (آل عمران:۱۰۳) ترجمہ۔ "اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔" بلاشبہ ایک مومن کی بقاء و فلاح اور نجات و آشتی اس میں مضمر ہے کہ وہ نفرت' بغض اور انتشار و افتراق کو مٹا کر باہمی محبت' اخوت' یگانگت' یکجہتی اور اتحاد بین المسلمین کو فروغ دے۔

سورۃ الحجرات آیت ۱۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **انما المومنون اخوۃ** ترجمہ۔ "مسلمان تو سب بھائی ہیں۔" اس کی عملی تفسیر کے طور پر حضورؐ سرکار دو جہاں نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان "رشتہ مواخات" قائم کر کے ہر مہاجر کو کسی انصار کا دینی بھائی بنا دیا۔ اس طرح اتحاد و اخوت کا ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم فرما دیا' جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ان کی امت کے لئے بلاشبہ مشعل راہ ہیں۔ رحمت دو عالمؐ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ۔ "مسلمانوں کی باہمی محبت اور رحمت و مودت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ہی جسم ہو جس میں اگر ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے خواب و بے آرام ہو جاتا ہے۔" جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضاء اپنی جداگانہ حیثیت اور انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے لئے آزاد نہیں ہوتے بلکہ پورے جسم کے لئے طاقت و تقویت کا باعث بنتے ہیں' اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ کے مطابق تمام امت مسلمہ مثل ایک جسم کے ہے اور اس کے افراد مثل اعضاء کے ہو سکتے ہیں۔ اگر جسم کا ایک عضو تکلیف و درد میں مبتلا ہو تو باقی سارے اعضاء چین و آرام سے نہیں رہ سکتے۔ درد بے شک جسم کے کسی حصے میں بھی ہو' اس کے لئے آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے۔ یہی رشتہ ایک مسلمان فرد کا ملت اسلامیہ سے ہوتا ہے' جو آنکھ کا پورے جسم سے ہوتا ہے۔ سرکار دو جہاںؐ کا فرمان ہے کہ۔ ترجمہ۔ "ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہی ہے جیسے ایک عمارت (عمارت کا) ایک جزو دوسرے جزو کو قوت دیتا ہے۔" پھر اپنی انگلیوں کو (آپس میں) ملا کر اپنے ارشاد کی تائید میں مثال بتائی اور فرمایا کہ "مسلمان جالی کے تاروں کی طرح آپس میں پیوست ہوتے ہیں۔" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت اصلاح معاشرہ سے ایک مضبوط اور منظم ہیئت اجتماعی کا قیام عمل میں آتا ہے جیسا کہ ایک دیوار کے واڑھے آپس میں منسلک ہوتے ہیں۔

دین اسلام ایک ایسے اجتماعی نظام کا درس دیتا ہے' جو قانون کا پابند ہو کیونکہ اس کے بغیر اجتماعیت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی پوری زندگی کو خواہ وہ معاشرتی ہو یا معاشی' سماجی یا سیاسی' اللہ کے قانون اور اپنی سنت کی روشنی میں منظم کیا۔ ان کی گروہ بندیوں کو ختم کر کے' ان کو قانون الٰہی کا پابند بنایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر پورے عالم میں پھیل گیا۔ یوں تو اسلامی عبادات سب کی سب نظم و ضبط کے عملی مظاہر ہیں لیکن صرف ایک نماز جو دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے' اس کی ادائیگی سے بڑھ کر معاشرتی نظم و ضبط کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے۔ نظم و ضبط جب انسانی معاشرے کا حصہ بنتا ہے تو پھر ایک صالح جماعت وجود میں آتی ہے' جس میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ معاشری نظم و ضبط کے حامل افراد ایک لڑی میں پروئے ہوئے دانوں کی طرح مجتمع رہتے ہیں' بکھرنے نہیں پاتے۔ اس کا نام نظم ہے۔ یوں ایک امت بن کر مقرر شدہ ضابطوں کے مطابق زندگی کے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہنا ضبط کہلاتا ہے۔ نظم و ضبط سے حسن کردار پیدا ہوتا ہے اور معاشرتی زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن جاتی ہے اور ہمارے ہادی اور رہنما نے امت مسلمہ کو اسلامی زندگی بسر کرنے کا یہی سلیقہ سکھایا ہے کہ تمام افراد ایمان محکم اور یقین کامل کے ساتھ تنظیم و اتحاد کے راستے پر گامزن رہیں۔ فرقہ پرستی کے بلاخیز طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے قرآنی تعلیمات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہے اور جس اتحاد اور نظم و ضبط کو اپنانے کی ضرورت ہے اس کا قرآن و سنت کے تصور اجتماعیت پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ امت مسلمہ کی تعریف اور ذمہ داریوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔** ترجمہ۔ "تم بہترین امت ہو کہ لوگوں (کی خیر خواہی) کے لئے بھیجے گئے ہو۔" (آل عمران:۱۱۰)

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں چاہئے کہ ایک اللہ' ایک رسول' ایک کتاب اور ایک قبلہ کو مانتے ہوئے ایک ہی رشتہ اخوت میں منسلک ہو جائیں اور دنیا کے کونے کونے تک یہ پیغام عام کر دیں۔

تحریر:- حافظ محمد ابراہیم بندھانی

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

"عظیم لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور پھر صدیوں تک فراموش نہیں ہوتے۔"

اور اسی بات کو شاعر مشرق نے اپنے نخیلانہ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بہت مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بلاشبہ یہ دونوں باتیں اور کہاوتیں عظیم المرتبت مفکر احرار' میدان کے شہسوار' برطانوی سامراج کے لئے بے نیام تلوار' انسانیت کے علمبردار' ظالم و استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف غربت و مظلومیت کی للکار' چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ رنگی شخصیت پر پوری طرح صادق آتی ہیں۔ سیاست کا میدان کارزار ہو یا علم و ادب کی وادی' خطابت کا سٹیج ہو یا فیصلہ طلب امور کے مذاکرات کی میز ہو وہ ہر فن میں منفرد بے مثال اور یکتا تھے۔ چوہدری افضل حق کا شمار بلاشبہ ہماری ملی تاریخ کے ان رہنماؤں میں ہوتا ہے' جن کی شب و روز کی ہر حرکت' ان کے قول و عمل کا ہر قدم' ان کے قلوب سے نکلنے والی ہر صدا' اور ان کی زیست کا ہر لمحہ اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کے نفاذ کے لئے پرخلوص جدوجہد اور مظلوم و غریب انسانیت کی بے لوث خدمت کے لئے وقف رہا۔ اسلام کے جاں نثار اور جنگ آزادی کے اس بہادر سپہ سالار کی ولادت باسعادت ۱۸۹۱ء میں پنجاب کے ضلع ہوشیار پور' تحصیل گڑھ شنکر میں چوہدری امیر خان راجپوت کے مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں جب متحدہ ہندوستان میں تحریک خلافت اپنے پورے عنفوان شباب پر تھی اور شہنشاہ خطابت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی شعلہ نوائی جلتی آگ پر تیل کا کام دے رہی تھی ان دنوں عزیمت و استقامت کا یہ پیکر مجسم فرنگی حکومت میں بطور سب انسپکٹر پولیس سرکاری فرائض انجام دے رہا تھا۔ لدھیانہ میں "خلافت کانفرنس" کے اجتماع سے اپنے مخصوص ساحرانہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے جب حضرت امیر شریعتؒ نے فرنگی سامراج کے تحریک آزادی وطن کے دوران علمائے کرام اور مظلوم و مظلوم عوام پر انسانیت سوز بہیمانہ ظلم و ستم' ہندو اکثریت سے متوقع خطرات اور مسلمانوں کی بے بسی و مجبوری کی مکمل و مفصل داستان مظلومیت بیان فرمائی تو جلسہ کی کارروائی سرکاری ڈائری پر نوٹ کرنے کی غرض سے آنے والے سب انسپکٹر افضل حق کے دل و دماغ کی دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا۔ قرطاس پر تیز رفتاری سے چلتا ہوا قلم بھی تھم گیا اور وہ سب انسپکٹر جو اس جلسہ گاہ میں فرنگی سرکار کے وفادار کی حیثیت سے آیا تھا لیکن امیر شریعتؒ کی تقریر سن کر اب فرنگی استعمار اور اس کے سیاہ قوانین کا سب سے بڑا باغی بن کر لوٹ رہا تھا۔ اس ضمن میں چوہدری صاحبؒ اپنے مفکرانہ و مدبرانہ انداز میں اس طرح رقمطراز ہیں۔

"انگریز نے عالم اسلام پر جو ظلم و ستم روا رکھا تھا اسے دیکھ دیکھ کر میں ملازمت کے دوران دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ شاہ جیؒ نے فرنگی کی اسلام دشمنی کا اپنی جادو بیانی سے ایسا نقشہ کھینچا کہ میرے قلب و جگر میں بچپن سے لے کر عالم شباب تک انگریزوں کے خلاف نفرت و حقارت کا جو جذبہ پرورش پا رہا تھا اس طرح ابھر کر ہوا کہ مجھے دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ تھی حتیٰ کہ مجھے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں پولیس کا سب انسپکٹر ہوں اور اپنی ڈیوٹی کے فرائض انجام دے رہا ہوں۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا کہ شاہ جی کی لاثانی خطابت کے سمندر میں ایک بے سہارا تنکے کی طرح بہتا چلا جا رہا ہوں' دراصل ان کی تقریر میں ملت اسلامیہ کے درد و کرب اور رنج و ملال کی ایک ایسی تصویر پر رقصاں تھی' جو ایک مدت سے میرے اپنے ذہن پر نقش ہو کر رہ گئی تھی' جب شاہ جی فرنگی بابا کی استعمار پسندی' بہیمانہ وحشت اور عیاری کے واقعات اپنی معجز نما زبان سے بیان کر رہے تھے تو میں یوں محسوس کر رہا تھا' جیسے میں کسی مجاہد کی طرح تمام ہتھیاروں سے لیس میدان جنگ میں کھڑا ہوں اور جونہی حملے کا بگل بجے گا تو میں فرنگی حکومت کے سارے کس بل نکال دوں گا۔"

قوم کے روشن و تابناک مستقبل اور آزادی وطن کی خاطر سرکاری ملازمت کو ٹھکرا کر اس مرد مجاہد نے روئے زمین پر دین اسلام کے سب سے بڑے دشمن فرنگی سامراج کو برصغیر سے اٹھا کر بحر اوقیانوس میں غرق کر دینے کا عزم صمیم کر کے اور ہر قسم کے نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر بے خوف و خطر پوری جرات کے ساتھ اعلان بغاوت کر دیا۔ فرنگی سرکار نے اپنے ناجائز اقتدار کو تحفظ دینے کی خاطر نہتے عوام پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھا کر جو خوف و دہشت پھیلائی ہوئی تھی تو چوہدری افضل حق نے عوام میں جذبہ آزادی بیدار کرنے اور ان کے منجمد لہو کو گرمانے کے لئے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی دوران چوہدری صاحبؒ کو مسلمانوں کی ایک ایسی نمائندہ قومی تنظیم کی ضرورت کا بھی احساس ہوا جو فرنگیت کی غلامی کی زنجیریں نہ صرف توڑے بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی' معاشی و معاشرتی حقوق کا تحفظ بھی کر سکے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کی خاطر چوہدری صاحبؒ نے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے باہم صلاح و مشورے سے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء میں "مجلس احرار اسلام" کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جو اپنے نظم و نسق اور تنظیمی امور میں اپنی مثال آپ تھی بلکہ اس کی اعلیٰ قیادت سے لے کر ادنیٰ کارکن تک سب ہی فولادی عزم' فطرتی سرفروش' جذباتی' پرجوش' مذہبی جنونیت کی دولت سے مالا مال' قربانی و ایثار کے پیکر تھے اور یہی وہ تاریخ ساز جماعت ہے جس کے جاں نثار و فدا کار قائدین نے فرنگی

باقی ص ۲۶ پر

مرزائے قادیانی مثیل دجال ہے نہ کہ مثیل مسیح

مرتبہ۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

ا۔ دجال اکبر یہودی النسل ہوگا(مسند احمدؒ ۔)	مرزا قادیانی بھی اپنے آپ کو اسرائیلی کہتا ہے(تحفہ گولڑویہ)۔
۲۔ دجال اکبر طبعی طور پر پیدا ہوگا۔	مرزا قادیانی بھی طبعی ولادت کے طور پر پیدا ہوا۔
۳۔ اس کے ساتھ کھانے کا پہاڑ (لنگر) ہوگا(مسند و مستدرک)۔	اس نے بھی لنگر خانے کا چکر چلا رکھا تھا۔
۴۔ دجال اکبر کی ایک آنکھ خراب (کانی) ہوگی(ابن ابی شیبہ)۔	مرزا قادیانی بھی ممسوح العین تھے یعنی ایک آنکھ پوری نہ کھلتی تھی۔
۵۔ دجال اکبر دنیوی مال و اسباب کے ذریعے گمراہی پھیلائے گا۔	یہ صاحب بھی متاع دنیا اور آمد مال پر نازاں ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہرکارہ (ڈاکیہ) باقاعدہ اسی کام پر متعین تھا(حقیقتہ الوحی ۲۳۲)
۶۔ ظاہری طور پر وہ زندہ کرنے اور مارنے کے شعبدے دکھائے گا(مسندؒ ۔)	یہ اس کا مثیل (مرزا صاحب) بھی اعطیت صفتہ الاحیاء و الافناء کا مدعی ہے(خطبہ الہامیہ)۔
۷۔ دجال اکبر کی پیشانی پر صاف ک۔ف۔ر لکھا ہوگا(مسند و حاکم)۔	یہ مثیل دجال بھی اتنے کفریات بکتا ہے کہ بس لکھنے کی کسر باقی رہ گئی ہے۔
۸۔ دجال اکبر خدائی کا دعویٰ کرے گا(مسند احمد و ابن حبان)۔	یہ مثیل دجال بھی خدائی کا دعویدار ہے(آئینہ کمالات ص ۵۶۴)۔
۹۔ دجال اکبر دعویٰ نبوت بھی کرے گا(ابن ماجہ و حاکم وغیرہ)۔	یہ مثیل دجال دعویٰ نبوت میں اس سے چار قدم آگے ہی نکل گیا۔
۱۰۔ وہ مسیح الدجال کہلائے گا(مشکوٰۃ)۔	اس کا تکیہ کلام ہی دعویٰ مسیحیت ہے(کتب مرزا)۔
۱۱۔ وہ دجال ساری دنیا میں چکر لگائے گا حتیٰ کہ مکہ و مدینہ میں بھی جانے کی کوشش کرے گا مگر داخل نہ ہو سکے گا(مسند احمد)۔	اس مثیل دجال نے بھی ساری دنیا میں اپنی دجالی تعلیم پھیلانے کا ارادہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ حرمین میں بھی پھیلانے کا مدعی تھا اور کہا کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں مگر دجال کی طرح حرمین میں داخل نہ ہو سکا(البشریٰ ج ۲)
۱۲۔ وہ بکثرت جھوٹے شعبدے دکھائے گا(مسند احمد و مستدرکؒ ۔)	یہ بھی ایسے شعبدے دکھلانے کی کوشش کرتا رہا مگر ہر جگہ ناکام رہا۔ حتیٰ کہ یہ دس لاکھ معجزات کا مدعی ہے لیکن شمار کرنے میں ۲۵۰ تک بھی نہ پہنچ سکا(حقیقتہ الوحی)۔
۱۳۔ دجال اکبر کی آمد کی اطلاع ہر پیغمبر نے دی(ابن ماجہ)۔	اس کی پیشگوئی سابقہ انبیاء کے علاوہ خود سید المرسلین نے وضاحت سے دی(مشکوٰۃ)۔
۱۴۔ مسیح الدجال ٗ مسیح الحق کا دشمن ہوگا(کتب حدیث)۔	یہ اس کا مثیل بھی سچے مسیح کا دشمن ہے۔ ان کی زبردست توہین کا مرتکب ہے۔(آج تک کسی مدعی مسیحیت نے مسئلہ حیات و وفات پر اتنا زور نہیں پایا جتنا یہ دیتا ہے)۔
۱۵۔ اس دجال اکبر کی سواری گدھا ہوگی(مسند احمد حاکم)۔	اس کی سواری بھی گدھا (ریل) ہی تھا حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی اس گدھے پر اسے لاد کر لاہور سے قادیان لے جایا گیا(مشہور عام)۔(مرزا بھی عیسائی پادریوں کو دجال اور ریل کو گدھا کہتا ہے بحوالہ ازالہ اوہام وغیرہ)
۱۶۔ دجال اکبر کی جنگ اہل اسلام سے ہی ہوگی۔	یہ مثیل دجال بھی شروع سے موت تک اہل اسلام سے ہی معرکہ آراء رہا۔ اس نے کہا کل مسلم یقبلنی و یصدقنی الا ذریتہ البغایا(آئینہ ۵۴۷)۔
۱۷۔ مسیح الدجال اپنی مستقل پارٹی اور جماعت بنائے گا۔	اس مثیل دجال نے بھی اپنی الگ پارٹی (مرزائی) بنائی۔
۱۸۔ اس کے ابتدائی پیروکار ستر ہزار یہودی ہوں گے جو کہ انتہائی شریر ٗ ضدی ٗ ہٹ دھرم اور ماہر تحریف ہوتے ہیں(ابو داؤد)۔	اس کے پیروکار (مرزائی) بھی یہودی الفطرت ٗ ضدی ٗ ہٹ دھرم ٗ سخت رذیل اور تحریف قرآن و حدیث میں یدطولیٰ رکھنے والے ہیں۔

۱۹۔ دجال اکبر کی آمد پر کفر و شرک 'مخلوق پرستی عام ہو جائے گی (کتب حدیث)

اس مثیل دجال کی آمد پر بھی کفر و شرک 'بد عملی 'حقوق تلفی اور مخلوق پرستی کی حد ہو گئی۔ صلیب کو تو وہ ترقی ہوئی کہ اس کی حکومت میں (برطانیہ) کا سورج غروب نہ ہوتا تھا۔

۲۰۔ مسیح الدجال کی آمد پر اہل اسلام زبوں حالی اور تنزل کے شکار ہوں گے۔ معاشی 'اقتصادی اور سیاسی طور پر مغلوب ہوں گے (مسند احمد و مستدرک حاکم)

اس مسیح الدجال کی آمد پر بھی اسلامی حکومت سمٹتی گئی حتیٰ کہ تمام دنیا میں مسلمان محکوم ہو گئے۔ خلافت ترکیہ ختم ہوئی۔ پھر اس کے مرنے کے بعد آزادی کی تحریکیں اٹھیں اور آہستہ آہستہ مسلمان حکومتیں آزاد اور بحال ہو گئیں۔

۲۱۔ دجال اکبر کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے (مسند احمد و مستدرک حاکم)

اس کے ساتھ بھی مختلف شیاطین جیسے ٹیچی 'خیراتی 'شیر علی 'مٹھن لال 'انگریزی فرشتہ وغیرہ۔ جو مختلف انداز اور زبانوں میں الٹی سیدھی رنگا رنگ وحی لایا کرتے تھے۔

یہ ہے بروز دجال اکبر اور اس کا مثیل

اللھم انا نعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال (آمین)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

از:۔ مولانا محمد نذر عثمانی مبلغ ختم نبوت 'کراچی

یہ پودا انگریز لگا کر گیا اور آج بھی اس خود کاشتہ پودے کی آبیاری یعنی سرپرستی انگریز کر رہا ہے

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور اس کی تحریک قادیانیت جس نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا کیا اور مسلمانوں کے اعتقادات پر نہایت رکیک حملے کئے 'یہ انگریز کی سیاسی مصلحتوں کی پیداوار تھی۔ اس تحریک کا مقصد برطانوی سامراجیت کی بنیادوں کا استحکام تھا۔ اس کا نصب العین مسلمانوں کو انگریز کی ابدی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنا اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کی غلامی کے جان گسل دور کو تقویت پہنچانا اور مسلمانوں کے خلاف انگریز کے لئے جاسوسی کرنا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں مرزا آنجہانی کتاب البریہ کے شروع میں اشتہار واجب الاظہار میں لکھتا ہے کہ میں ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا 'جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام کی ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں اور ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا (یعنی والد کی طرح بیٹا بھی انگریز کی خوشنودی کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگاتا رہا)۔

تنسیخ جہاد کا اعلان

مرزا غلام احمد قادیانی براہین احمدیہ کے تیسرے اور چوتھے حصہ کے شروع میں اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری اور مسلمانوں کی نازک حالت اور انگریزی گورنمنٹ کے عنوان سے انگریزی حکومت کی کھل کر مدح و توصیف کی اور اس کے مسلمانوں پر احسانات گنوائے اور اس بات کی پرزور اپیل کی کہ تمام اسلامی انجمنیں مل کر ایک میموریل تیار کرکے اور اس پر تمام سربرآوردہ مسلمانوں سے دستخط کرا کے گورنمنٹ میں بھیجیں 'اس میں اپنے خاندانی خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد جہاد کو حرام قرار دینے کی تحریک چلائی۔

دعوائے مسیح موعود بننے کا پس منظر

۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی [illegible] سال تھا۔ اسی سال کے آغاز میں مرزائیت کے اصل موجد حکیم نور الدین نے ایک خط میں مرزا آنجہانی کو مشورہ دیا کہ وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ ہم کو حکیم نور الدین کا اصل خط تو نہیں مل سکا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس خط کا جو جواب دیا اس میں حکیم نور الدین کے اس مشورہ کا حوالہ ہے اور یہ خط اس کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہے اور اس پر ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء کی تاریخ درج ہے۔ اس سے اس تحریک کے فکری سرچشمہ کا اور اس کے اصل مجوز و مصنف کا علم ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس منحوس منصوبے والے خط کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"جو کچھ آں مخدوم نے تحریر کیا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کر دیوے لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلا میں رکھا ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۸۵)

اس مشورہ کے حقیقی اسباب و محرکات کیا تھے۔ کیا یہ حکیم نور الدین کے چالاک ذہن اور حوصلہ مند طبیعت کا

نتیجہ تھا یا یہ حکومت وقت کے اشارہ سے تھا جس کو ماضی قریب میں حضرت سید احمد شہید کی دینی و روحانی شخصیت اور ان کی تحریک و دعوت سے بڑا نقصان پہنچ چکا تھا اور اسی دور میں مہدی سوڈانی کے دعوائے مہدویت سے سوڈان میں ایک زبردست شورش اور بغاوت پیدا ہو چکی تھی۔ اس سب کے توڑ اور آئندہ کے خطرات کے سدباب کے لئے یہی صورت تھی کہ کسی کو مسیح موعود کے دعویٰ سے کھڑا کر دیا جائے اور مسلمان جو احادیث میں ایک مسیح (حضرت عیسیٰ ابن مریم) کی آمد کے منتظر ہیں تو اس اعلان کے بعد مسلمان اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ مرزا آنجہانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جہاد کی تنسیخ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا چنانچہ اربعین ص۱۷ کے حاشیہ پر اپنے نبی ہونے کے سلسلہ میں دلائل دیتے ہوئے لکھتا ہے جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰؑ کے وقت میں اس قدر شدت میں تھا کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ کے مواخذے سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ جہاد کی منسوخی اور حرمت کے متعلق مرزا قادیانی کا واضح اور مفصل بیان اربعین کے باب سوم میں موجود ہے۔ جہاد کے متعلق آنجہانی مرزا قادیانی کا یہ پروپیگنڈہ بھی حقیقت میں انگریزی حکومت کی پالیسی کی تائید میں تھا۔ کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ اس کی سامراجیت اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے کہ دنیا کے اسلام سے جہاد کا جذبہ جو جزو ایمان ہے ناپید ہو جائے چنانچہ مرزا قادیانی کی ذریت آئینہ صداقت میں جہاد کے حامی اور اس کی نبوت کے مخالفوں کو ان الفاظ میں خطاب کیا جاتا ہے کہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہ ہوں خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا ہے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ قادیانی گروہ جس کی تخلیق تشکیل انگریز کے مصلحت اندیش ذہن کی پیداوار تھی اور جس کی نمک حلالی کا حق ادا کرتے کرتے مرزا آنجہانی جہنم واصل ہو گیا مرزا غلام احمد قادیانی کا نبی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی انگریز کی سیاسی پالیسی کا مرہون منت تھا اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی انگریز کی اس خانہ ساز نبوت اور مرزا آنجہانی کی دشنام طرازیوں کی مدافعت کرنے کی کوشش کی تو برطانوی حکومت نے قادیانیت کی حمایت پر مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے حتیٰ کہ انہیں گولیوں کا نشانہ بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ان کے بھائی مرزا غلام قادر کو جنرل نکلسن نے ایک سند عطا کی جس میں لکھا تھا کہ ان کا خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال ہے۔

(تاریخ محاسبہ قادیانیت ص ۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کی انگریزی گورنمنٹ کی خدمات کا مختصر ذکر آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب ان کی اپنی خدمات اور انگریزوں سے تعلقات کا ذکر بھی ملاحظہ ہو جس سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔ مرزا اپنے بارے میں رقمطراز ہے۔

"پھر ان دونوں (والد مرزا غلام مرتضیٰ، بھائی مرزا غلام قادر) کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا سو میں اس کی (انگریز حکومت) مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کی تالیف نہیں کروں گا جس میں احسانات قیصرۂ ہند کا ذکر نہ ہو۔ نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔"

(نور الحق جلد اول ص ۲۸)

ایک اور مقام پر استفہامیہ انداز میں آنجہانی مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال پورے جوش سے پوری استقامت سے کام کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے۔"

(کتاب البریہ اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء)

اب مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ اعتراف بھی ملاحظہ فرمایئے جس میں وہ خود انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں بہ اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ میں ان خدمات سے خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار ایمان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جانیں دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمت گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

اس طرح اس ثابت شدہ خیر خواہ اور اس کی ذریت کو انگریز نے ہر طرح سے تحفظ فراہم کیا جس کی تازہ مثال ۱۹۸۴ء میں مرزا طاہر کا ربوہ سے فرار ہو کر لندن میں جانا اور برطانوی حکومت کا اس کو تحفظ فراہم کرنا یہ کیا انگریز کے خود کاشتہ پودا ہونے کی دلیل نہیں؟

"تین آدمی جنت میں نہ جا سکیں گے۔
۱۔ احسان کر کے جتلانے والا۔
۲۔ ماں باپ کا نافرمان۔
۳۔ شراب خور۔"
(مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۳۵۵۲۳

سرزمین جرمنی میں

اسلامی ادارے کا شاندار افتتاح

۲۷ نومبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار شہر آفن باخ نزد فرینکفرٹ میں ادارۂ وحدت اسلامی کے تحت "مسجد توحید" کی شاندار افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف ممالک سے علماء کرام، پاکستانی سفارت خانہ بون سے فرسٹ سیکرٹری جناب سہیل امین صاحب، سیکنڈ سیکرٹری جناب ندیم خالد صاحب کے علاوہ مختلف مکتبہ فکر کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز حافظ شبیر صاحب کی تلاوت سے کیا گیا۔ اس کے بعد انتظامیہ مسجد توحید کی ترجمانی کرتے ہوئے خطیب مسجد مولانا قاری مشتاق الرحمٰن صاحب نے ادارہ کے اغراض و مقاصد اور منشور سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق ماحول پیدا کرنا اور لوگوں میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوت کو یکجا کرنا اور شرک و بدعت، شہرت و ریاء جیسی مہلک خرافات سے اجتناب ہے۔ برسلز بیلجیم کے خطیب مولانا حاجی عبدالحمید صاحب نے علماء دین کے عظیم کارناموں پر روشنی ڈالی اور فتنہ قادیانیت سے لوگوں کو آگاہ کیا اور مسجد توحید کے خطیب و انتظامیہ کو اس عظیم کامیاب و کامران پروگرام پر دلی مبارکباد پیش کی۔ برطانیہ سے آئے ہوئے مشہور عالم و خطیب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء (برطانیہ) مولانا عبدالرشید ربانی صاحب نے تفصیلی خطاب کرتے ہوئے مسجد کی اہمیت و افضلیت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رب العزت نے سب سے پہلے زمین کے وجود میں بیت اللہ کی جگہ ظاہر فرمائی، جس جگہ اب خانہ کعبہ موجود ہے۔ زمین میں سب سے مقدس مقام مساجد ہیں ان کی تعمیر و ترقی اور آبادی بھی سب سے افضل کام ہے۔ جامع مسجد توحید کے لئے حاصل کی گئی عمارت جس میں مسجد، لائبریری، بچوں کا مدرسہ، مستورات کے لئے علیحدہ نماز کی جگہ، تعلیم بالغاں، وعظ و درس اور دیگر انتظامات کا معقول بندوبست کیا گیا ہے۔ انتہائی صاف ستھری عمارت، موزوں جگہ، قابل انتظامیہ اور جید عالم و قاری کی سرپرستی کی وجہ سے انشاء اللہ یہ مسجد توحید مستقبل میں پورے یورپ کے لئے توحید و سنت کی اشاعت کا مرکز بنے گی۔ انہوں نے آخر میں انتظامیہ اور خطیب مسجد توحید کو دلی مبارکباد پیش کی۔ سفارت خانہ پاکستان بون کی ترجمانی کرتے ہوئے فرسٹ سیکرٹری جناب سہیل امین صاحب نے مسجد کے ماحول و انتظام کو دیکھتے ہوئے دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ سفارت خانہ پاکستان بون اس ادارے کو ہر ممکن تعاون کی پیشکش کرتا ہے۔ انہوں نے مسجد توحید کی انتظامیہ جس میں راشد محمود نوری صدر، راشد بٹ نائب صدر، رفیق احمد بٹ نائب صدر، مشتاق احمد خزانچی اور طارق پرویز اختر جنرل سیکرٹری کی کوششوں کو سراہا۔

ادارۂ وحدت اسلامی کی طرف سے خطیب مسجد توحید مولانا مشتاق الرحمٰن صاحب نے تمام مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مولانا عبدالرشید ربانی صاحب سے دعاؤں کی درخواست کی اور پھر طعام کے بعد یہ مبارک مجلس اختتام کو پہنچی۔

آپ حضرات یہ سن کر ضرور خوشی محسوس فرمائیں گے کہ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے جرمنی میں ایک ایسے مسلم سینٹر کا قیام معرض وجود میں آچکا ہے، جس میں بلا تخصیص ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو مستفیض ہو سکے گا۔ ابھی تک جرمنی میں جتنے بھی مسلم ادارے موجود ہیں وہ گروہی، مسلکی، لسانی اور ملکی سطح پر کام کر رہے ہیں۔ اصل میں اسی فرق کو مٹانے کے لئے مذہب اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہو۔ ارشاد ربانی ہے انما المومنون اخوۃ کہ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ ہم نے اتنے عظیم رشتے کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے پارہ پارہ کر رکھا ہے اور غیر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دنیا میں مسلمان آج ذلیل و خوار نظر آتا ہے۔ حالانکہ ارشاد ربانی ہے۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اور دیکھو بد دل نہ ہونا اور کسی طرح کا غم نہ کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ لیکن آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔

یہ ادارہ تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت دے رہا ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور شرافت کو دوبارہ بحال کرنے کی کوشش میں ہمارے ساتھ یکجا ہو کر کام کریں۔

ہمارا مقصد یورپ میں پرورش پانے والے معصوم ذہنوں کو معاشرے کی برائیوں سے پاک رکھنا ہے اور ان کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہیروئن، چرس، شراب اور نشہ آور اشیاء کا استعمال اور دیگر برائیوں میں ملوث اشخاص کو دیکھتے ہوئے ہمارے مخلص احباب نے ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس فرمائی جس میں تمام مسلمان برادری کی سوچ و فکر یکجا ہو کر کام کرے تاکہ مستقل بنیادوں پر بطور ملکیت اس ادارے کو چلایا جائے اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں سے جانی و مالی تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔ یہ صدقہ جاریہ تاقیامت جاری رہے گا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور انشاء اللہ قیامت کے دن مومن پر اس کے صدقہ کا سایہ ہوگا اور مرنے کے بعد تین اعمال کا اجر ملتا رہتا ہے۔

۱۔ علم جس سے لوگ نفع اٹھا رہے ہوں۔
۲۔ نیک اولاد جو دعا کرتی ہو۔
۳۔ صدقہ جاریہ جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

الحمدللہ اس ادارہ کے مقاصد میں یہ ہے کہ ہماری اولاد نیک اور مومن پروان چڑھے۔ اس ادارہ پر جان و مال کا خرچ صدقہ جاریہ ہے۔ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس ادارہ کا نام "اسلامی اتحاد" اس لئے تجویز کیا گیا ہے تاکہ عصبیت اور قومیت سے بالاتر ہو کر تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اسلام کا کام کر سکے۔

اغراض و مقاصد

۱۔ ادارے کا سب سے عظیم مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل کو یہاں کے گندے ماحول کی آلودگی اور تباہی سے محفوظ رکھنے کی تدابیر کرنا اور ان کو عملی وجود بخشنا۔

۲۔ مسلمانوں کی دینی تربیت اور دیکھ بھال کا انتظام کرنا۔

۳۔ اسلامی لٹریچر کی تصنیف و تالیف کرنا۔ تاکہ اشاعت اسلام اور حفاظت دین ہو۔

۴۔ خاص طور سے بچوں کے لئے قرآن و حدیث کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو دینی تربیت دینا۔

۵۔ تعلیم بالغاں کے لئے خصوصی کلاس جس میں قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھانا اور عقائد حقہ اور فقہی مسائل کی تعلیم دینا شامل ہے۔

۶۔ گاہ بگاہ مسلم علماء اور اسکالرز کو دعوت دینا تاکہ مسلم برادری کو دینی تقاضوں سے آگاہ کر سکیں۔

۷۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا۔

مستقبل کے پروگرام لائبریری

جس میں ہمہ اقسام کی کتب ہر زبان میں ہوں تاکہ ہر ملک کا مسلمان باشندہ اس سے نفع اٹھا سکے۔

دارالافتاء

مستقل طور پر ایک عالم دین مفتی باعمل اور ماہر علوم دینیہ کا انتظام کرنا تاکہ بروقت وہ قرآن و سنت کے مطابق درپیش مسائل کا حل پیش کر سکے جس کی اس وقت جرمنی میں اشد ضرورت ہے۔

دارالاقامہ

ہاسٹل یعنی دارالاقامہ جس میں کچھ طلباء کی رہائش اور نو مسلم لوگوں کے لئے عارضی رہائش کا انتظام کرنا تاکہ یہ لوگ ابتدائی اور ضروری علم سیکھ سکیں۔ اس کے علاوہ اس میں نو مسلم اسکالرز کی رہائش کا انتظام بھی شامل ہے۔

مسلم اسکول کا قیام

اس وقت جرمنی میں مسلمان بچوں کا کوئی اسکول نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلمان بچوں کا ایمان اور زندگی تباہ ہو رہی ہے۔ مسلم اسکول کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔ جس سے معصوم مسلم بچوں کی زندگی کو بے راہ روی سے بچایا جاسکے نیز اس اسکول میں ہر ملک کا بچہ تعلیم حاصل کر سکے۔

مسلم میت کی تکفین اور تدفین

جرمنی میں اس وقت مسلم میت کی معقول تکفین و تدفین کا بندوبست نہیں اس لئے ضروری بندوبست کرنا ہے۔

دارالتصنیف و تالیف

ضرورت کے مطابق جرمن زبان میں مختلف دینی کتب کے تراجم کا انتظام کرنا جس سے ہر خاص و عام فائدہ حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ ماہانہ رسالہ کا اجراء جو دینی معلومات و مسائل وغیرہ پر مشتمل ہوگا۔ جس کی اس وقت جرمنی میں اشد ضرورت ہے۔

دینی راہنما

اس ادارے کے دینی راہنما جناب قاری اور امام مولانا مشتاق الرحمن صاحب ہوں گے۔ آپ حافظ قرآن' قاری اور عالم دین ہیں۔ آپ نے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے علاوہ دینی تعلیمات حاصل کی ہیں۔ آپ نے قرآن حفظ کرنے کے بعد کراچی کی مشہور جامعہ' جامعہ فاروقیہ کراچی میں درس نظامی کا دس سالہ کورس مکمل کیا ہے۔ آپ نے علم دین سے فراغت کے بعد مکہ مسجد اور شاہ فیصل مسجد گلشن اقبال کراچی میں امامت و خطابت کے فرائض نو سال تک انجام دیئے۔ اس کے بعد ایک سال تک افریقہ میں امامت اور خطابت کا کام انجام دیا۔ آپ گزشتہ عرصہ چار سال تک پاک محمدی مسجد فرینکفرٹ میں امامت اور خطابت کا کام انجام دے چکے ہیں۔ آپ ایک ماہر عالم دین ہیں اب انشاء اللہ اس ادارے اور جامع مسجد توحید آفن باخ کے لئے آپ کی خدمات وقف رہیں گی۔ جرمنی کے مسلمانوں کے لئے آپ کی سابقہ دینی خدمات کی کارکردگی اور جامع مسجد توحید کے زیر اہتمام اسلامی اتحاد سینٹر کی ذمہ داری قبول کرنا ہم سب کے لئے خوشی کا باعث ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

الداعی الی الخیر

انتظامیہ مسجد توحید

●●

بری صحبت

مولانا رومؒ نے مثنوی میں ایک عمدہ حکایت بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک چوہے اور مینڈک کی دوستی ہو گئی۔ مینڈک تالاب میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ دوستی عشق و وارفتگی تک جا پہنچی۔ اب تو دونوں روزانہ صبح کے وقت ملاقات کے عادی بن گئے۔ ایک دن چوہے نے مینڈک سے کہا تو تو پانی میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے جبکہ میں خشکی میں تیری جدائی کے صدمہ سے نڈھال رہتا ہوں اور جب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ندی کے کنارہ پر آکر ملاقات کے لئے پکارتا ہوں تو تو پانی میں ہونے کی وجہ سے میری پکار نہیں سنتا جبکہ صبح کی محدود ملاقات میرے لئے ناکافی ہے۔ چوہے نے کہا کہ کوئی ایسا نمونہ اختیار کیا جائے کہ جب ملاقات کرنی ہو تو دوسرا خود بخود اس کے پاس پہنچ جائے کافی سوچ بچار کے بعد ایک لمبی سی رسی کہیں سے ڈھونڈ کر ایک سرا چوہے نے اپنی ٹانگ پر اور دوسرا مینڈک کی ٹانگ میں باندھ دیا۔ اب جسے ضرورت ہوتی وہ رسی کھینچ لیتا اور دوسرا پہنچ جاتا۔ اس کام سے مینڈک مطمئن تو نہیں تھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں پھنس ہی نہ جاؤں لیکن محبت میں مجبور تھا۔ ہوا وہی جس کا خدشہ تھا۔ ایک دن باز نے چوہے کو پکڑ لیا اور اپنے مضبوط پنجوں میں اسے جکڑ کر اڑا ہی تھا کہ ٹانگوں میں بندھی ہوئی رسی کی بدولت مینڈک بھی ٹاں ٹاں کرتے فضا میں معلق ہو گیا۔ چوہے کی طرح بیچارا مینڈک بھی باز کی غذا بن گیا۔ یہ جو نتیجہ برآمد ہوا غلط قسم کی دوستی ہی کی بدولت ہوا۔

پیارے بھائی! آپ اپنے دوستوں پر ایک نظر ڈالیں۔ اچھی طرح سے۔ بار بار۔ کہیں کوئی قادیانی تو آپ کا دوست نہیں ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی اسلام کا دشمن ہے' اور آپ ہیں کہ اسلام کے دشمنوں سے محبت کا دم بھر رہے ہیں۔ قادیانی تو آپ کے ایمان کے ڈاکو ہیں۔ مال و دولت کی حفاظت کے لئے تو ہم مضبوط سے مضبوط تالے خریدتے ہیں اور ایمان جس پر ہماری دنیا و آخرت کا دارومدار ہے' اس کی پرواہ ہی نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم قادیانیوں سے ہر قسم کی دوستی یاری ختم کر کے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت دیں۔

از۔ منور علی ظاہری' جھنڈ و سندھ

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۳۵۸۰۳

ڈھاکہ میں تاریخ ساز ختم نبوّت کانفرنس

12 سے 15 لاکھ کا اجتماع

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے

ڈھاکہ (پ ر) قادیانی گروہ "ملت اسلامیہ کا وہ ناسور ہے" جس نے پوری دنیا میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور نبی کریمؐ کی امت سے نکالنے کا بیڑہ اٹھایا ہے' یہ گروہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے' اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان حکومتیں اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کریں' بنگلہ دیش ایک اسلامی مملکت ہے اس کی اکثریت سنی العقیدہ مسلمانوں کی ہے' اس لئے بنگلہ دیش کو بھی سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک کی طرح ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی تبلیغی اور رفاہی اور تعلیمی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنی چاہئے اور آئین میں ان کو غیر مسلم اقلیت میں شامل کیا جائے۔ ان کو مساجد کی شکل میں عبادت گاہ بنانے سے روکنا چاہئے۔ ان کو شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہئے۔ یہ مطالبات عالمی ختم نبوت کانفرنس میں سعودی عرب' بنگلہ دیش' پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے علماء کرام نے لاکھوں فرزندان توحید کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کئے۔ کانفرنس کا آغاز نماز جمعہ سے ہوا۔ سعودی عرب کے ممتاز عالم دین مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے استاذ الحدیث مولانا سعید عنایت اللہ نے نماز جمعہ کی خطابت و امامت سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز نماز جمعہ کے بعد ہوا۔ اس نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش کے امیر مولانا عبید الحق نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری نے کہا کہ قادیانی گروہ امریکہ اور لادین طاقتوں کی سرپرستی میں مسلمانوں میں انتشار و افتراق کے درپے ہیں' افریقی ممالک اور ہندوستان اور بنگلہ دیش میں اس ناسور نے اپنے پاؤں تیزی سے پھیلانے شروع کر دیئے ہیں۔ تعاون اور امداد کے نام پر یہ تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے ہیں' تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعہ امت کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھرپور جدوجہد کریں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک اس فتنہ کی مکمل سرکوبی نہیں کر لیتے۔

دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محدث العصر مولانا سید انور شاہ کشمیری نے اس فتنہ کے آغاز سے ہی علماء کرام کو اس فتنہ کی

حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے امام حرم کعبہ' افریقہ' پاکستان کے علماء کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے

احتجاج کے بعد حکومت نے عالمی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دے دی

طرف متوجہ کر دیا تھا اور امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری عاشق رسول مولانا سید محمد یوسف بنوری کو وصیت کی تھی کہ وہ اس فتنہ کا بھرپور تعاقب کریں۔ ان بزرگ ہستیوں نے مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اس باطل فتنہ کے خلاف بھرپور کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور سعودی عرب اور پاکستان اور دیگر چالیس ملکوں نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اب بنگلہ دیش حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے تاکہ بنگلہ دیش میں فتنہ جڑ نہ پکڑ سکے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ مسلمانوں کی آڑ لے کر کلیدی مناصب پر فائز ہو جاتا ہے اور پھر وہ ان مناصب کو گمراہی کی تبلیغ اور سرگرمیوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ امریکہ اور لادین ممالک کے یہ آلہ کار ہیں۔ اسرائیل اور بھارت سے ان کا رابطہ ہے۔ انہوں نے کشمیر کو ہندوستان کے حوالے کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ بنگلہ دیش کو سازشوں کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ حکومت بنگلہ دیش سے ہماری اپیل ہے کہ یہ مسئلہ پاکستانی مسلمانوں کے علماء کرام کا نہیں بلکہ بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے دین کا ہے' بنگلہ کے حکمران راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ اگر انہوں نے اس خطرہ کو محسوس نہ کیا تو مسلمانان بنگلہ دیش کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش ہوگی' اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس فتنہ کو جسد اسلامیہ سے الگ کرنے کے لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

مولانا سعید عنایت اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کی عظمت کا اس سے احساس کیا جا سکتا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے منسوب ہے۔ خادم الحرمین الشریفین نے اس کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر امام الحرم شیخ عبداللہ بن سبیل اور شیخ طہ اور کشمیر ریلیف کمیٹی سعودی عرب کے مولانا ملک عبدالحفیظ مکی کو خصوصی طیارہ سے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے کانفرنس کے التوا کی بنا پر ایئر پورٹ سے واپس ہو گیا' جس کا نہ صرف بنگلہ دیش کے علماء کرام بلکہ سعودی عرب کے حکام کو بھی بہت افسوس ہے۔ خادم الحرمین الشریفین کی یہ خواہش ہے کہ بنگلہ دیشی حکومت' علماء کرام کے مطالبہ کی حمایت کر کے فوری طور پر قادیانیوں کو بنگلہ دیش میں غیر مسلم اقلیت قرار دے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔

کانفرنس سے مولانا عبید الحق' مولانا حبیب الرحمن' مولانا محمد ہارون' مولانا عزیز الحق' مولانا اللہ وسایا' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مفتی منیر احمد' مولانا شہید الاسلام' مولانا روح الامین' مولانا شمس الدین' جناب شمس الضحیٰ' مولانا نور الاسلام'

باقی ص ۲۶ پر

راولپنڈی میں ایک قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

راولپنڈی (حکیم قاری محمد یونس)۔ گزشتہ دنوں ایک نوجوان الیاس حسین ولد سردار محمد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور قاری محمد ابراہیم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قادیانیت سے تائب ہوا۔ الیاس حسین نے اسلام قبول کرتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا نہ ظلی طور پر نہ بروزی طور پر اور آپ کے بعد اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال تو ہو سکتا ہے نبی نہیں ہو سکتا۔ الیاس حسین نے مزید کہا کہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ قیامت کے نزدیک امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے نزدیک آئیں گے' ابھی نہیں آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نہ مہدی ہے' نہ مسیح کیونکہ مہدی اور مسیح علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں اور مرزا قادیانی نے جو نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا اور دجال ہے۔ اس کا کام دجل اور فریب ہے نیز قادیانیت کو ماننے والے اسلام اور ملک کے بدترین دشمن ہیں اور ان کا خاتمہ ازحد ضروری ہے۔ ••

ایمنسٹی انٹرنیشنل اور سلمان رشدی

ایمنسٹی انٹرنیشنل انسانی حقوق کی حفاظت اور دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کی غرض سے کام کرنے والی ایک عالمی تنظیم تسلیم کی جاتی ہے' جو اپنے خفیہ ذرائع سے دنیا کے مختلف ممالک میں انسانیت پر ہونے والی زیادتیوں کا راز فاش کرتی اور اس کے تدارک کی کوشش کرتی ہے۔ مگر دیگر بین الاقوامی اداروں کی طرح اس تنظیم کے کرتا دھرتا بھی یہودی اور عیسائی ہونے کے ناطے بعض اوقات اسلام اور مسلم دشمنی کا کھلا ثبوت پیش کرتے ہیں اور کوئی ایسا دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے جس میں کسی بھی پہلو سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہو۔ تازہ اطلاع کے مطابق اس عالمی تنظیم نے اپنی جانب سے امن و سلامتی کے ایوارڈ کے لئے ترکی کے ایک ایسے ملحد شخص کا انتخاب کیا ہے جس نے محض بدنام زمانہ سلمان رشدی کی "شیطانی بکواس" کا ترکی زبان میں ترجمہ شائع کرکے راتوں رات بدنامی میں اپنا نام پیدا کر لیا۔ عزیز نیشن وہی شخص ہے جس کے ترجمہ کی اشاعت کے بعد ترکی کے مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس ہوٹل کو آگ لگا دی تھی جس میں وہ ٹھہرا تھا۔ آگ کے اس حادثے میں ۳۰ سے زائد افراد ختم ہو گئے تھے۔

سلمان رشدی کی کتاب اس قدر بدنام زمانہ ہو چکی ہے کہ مزید اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے نہ ہی کوئی گنجائش' اس کتاب کا ترجمہ بھی یقیناً انتہائی مہمل' بے فائدہ اور انتشار و فساد کو بھڑکانے والا ہی ہو سکتا ہے۔ مگر انسانی حقوق کی اس تنظیم کی جانب سے امن ایوارڈ کے لئے اس کے مترجم کو مستحق قرار دینا ہمارے لئے ناقابل یقین اور نہایت حیرت و تعجب کا باعث ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ مذکورہ تنظیم ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے یکسر ناواقف ہے۔ یا اس کا یہ اقدام اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ دنیا میں جو بھی کام اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے' ان کے جذبات کو پامال کرنے کی غرض سے کیا جائے گا۔ اس جیسی تنظیموں کی جانب سے وہ تعریف اور انعام کا مستحق گردانا جائے گا۔ گویا یہ ایک کھلی دعوت ہے ان شیاطین اور فتنہ پرداز ذہنوں کے لئے جو اسلامی شعائر اور اقدار کی تضحیک کرنا چاہتے ہیں' حقوق انسانی کی اس تنظیم نے ان کے لئے ایک محفوظ پلیٹ فارم فراہم کر دیا ہے۔ •

ترکی میں اذان کی صدا گونج اٹھی

گزشتہ دنوں ترکی میں چار نئے ریڈیو اسٹیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا مقصد ترکی مسلمانوں کی اسلامی احتیاجات اور مسائل کا حل پیش کرنا ہے۔ ریڈیو مسئولین کے مطابق اس وقت ترکی کے ذرائع ابلاغ پر الحاد اور لادینی قوتوں کی مکمل چھاپ ہے جس سے لاتعداد مسلمان خاندان نالاں ہیں۔ چنانچہ مذکورہ ریڈیو اسٹیشن کے قیام پر تقریباً ترکی کے تمام مسلمانوں نے نہایت مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ مذکورہ ریڈیو سے جہاں مختلف اسلامی پروگرام نشر کئے جائیں گے' وہیں نماز کے وقت اذان کی گونج بھی سنی جا سکے گی۔ ••

پردے کی آڑ میں اسلام دشمنی

گزشتہ دنوں مشرقی فرانس کے ایک اسکول کی خاتون اساتذہ نے عام ہڑتال کا اعلان کر دیا کیونکہ اسکول کی چار مسلمان طالبات نے اسلامی پردہ ترک کرکے کلاس میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان اساتذہ نے اپنی ہڑتال کا سبب بتاتے ہوئے کہا کہ ان مسلمانوں کا یہ لباس طلبہ و طالبات کی آزادی کو سلب کرنے کے مترادف ہے اور سائنسی تجربہ گاہ میں اس لباس سے جان کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ نیز مسلمانوں کے لئے علیحدہ لباس کی اجازت دینے سے نسلی امتیاز اور افتراق کے جذبات کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ ۸۹ء میں بھی اسی قسم کا احتجاج اسلامی پردے کے خلاف ہوا تھا' جس پر حکومت نے فیصلہ سنایا تھا کہ طلبہ کو اپنے عقائد کی مناسبت سے لباس پہننے کی آزادی ہے' مگر افضل یہی ہے کہ وہ فرانس کے معروف ترین انداز لباس اختیار کریں۔

مذکورہ بالا خبر میں ہڑتالیوں نے احتجاج کی جو وجہ بتائی ہے وہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ آزادی کا بہانہ بنا کر مسلمانوں سے پردہ کرنے کی آزادی چھیننا' نسلی امتیاز کے خاتمے کا نعرہ لگا کر نسل پرستی پر مبنی ہڑتال کرنا کھلم کھلا اسلام دشمنی کا مظاہرہ ہے۔

درحقیقت ان لوگوں کو اس لباس سے اختلاف نہیں بلکہ اس کے اسلامی شعائر ہونے پر اختلاف ہے' اگر کل یہی پردہ ایک ماڈرن فیشن کی شکل اختیار کر جائے اور یورپ کی عشوہ طراز حسینائیں چہرے پر نقاب سجائے اپنی زلفوں کو چھپائے اسٹیج پر نمودار ہو جائیں تو یہی اساتذہ بطور فیشن اس کی داد دیں گی۔ ••

کیا یہ مسلمان ہیں؟

خبر کے مطابق ایک ملک کی وزارت تعلیم و تربیت نے اپنے ہائی اسکولوں اور کالجز کے تعلیمی نصاب سے شرعی علوم اور اسلامی تربیت جیسے موضوعات کو نکال باہر کرنے اور ان کی جگہ جسمانی ورزش اور فرانسیسی زبان کی تدریس کو داخل نصاب کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلے سے متعلقہ محکموں کو بھی آگاہ کر دیا گیا ہے تاکہ آئندہ تعلیمی سال سے اس پر عملدرآمد کیا جا سکے۔

اسلامی حمیت اور غیرت سے عاری اور کھلم کھلا اسلام دشمنی پر مبنی یہ کارروائی کسی غیر ملک کی وزارت کی جانب سے نہیں بلکہ ایک مسلمان ملک الجزائر کے ایک نام نہاد مسلمان وزیر احمد جبار کی جانب سے کی گئی ہے۔ جو خیر سے وزیر ہیں الجزائر کے لیکن شہریت فرانس کی رکھتے ہیں۔ یقیناً وفاداری بشرط استواری والا ایمان کوئی ان سے سیکھے۔

گزشتہ دو سال سے الجزائر میں چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری جاری ہے۔ جمہوریت کے ٹھیکیدار امریکہ اور مغربی ملکوں نے ہی اسلام کی آہٹ سن کر جمہوریت کو تہہ تیغ کر دیا اور مغربی مفادات کو تحفظ دینے والے ایک لادینی طبقے کو عوام کی خواہشات کے علی الرغم سیاہ و سپید کا مالک بنا دیا۔ چنانچہ یہ نام نہاد مسلمان حکمران اپنے

آقاؤں کا حق نمک اس انداز میں ادا کر رہے ہیں کہ آئے دن مساجد کو بند کیا جارہا ہے۔ سنت کے شیدائی نوجوانوں کی داڑھیاں نوچی جارہی ہیں۔ پاکباز باپردہ مسلمان ماؤں اور بہنوں کے چہروں سے نقاب کھینچے جارہے ہیں اور اب انہوں نے تعلیم پر حملہ کرکے اس بنیاد کو ختم کرنے کی ٹھانی ہے' جس کے بل بوتے پر ایک عام مسلمان اسلامی غیرت اور حمیت رکھنے والا مومن بن جاتا ہے۔ ●●

امن کا پیامبر اسلام کا داعی بن گیا

وہ دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام عام کرنے کی غرض سے نکلا تھا اور اسلام کا داعی بن کر لوٹا۔ کیونسٹ رومانیہ کا عیسائی نوجوان "محمد لیکا" جو اسٹیون کے نام سے معروف تھا' اپنے رواں دواں مزاج کے ساتھ ہمیشہ ایسے کام سرانجام دیا کرتا تھا جو دیگر افراد کے لئے مہم کا درجہ رکھتے تھے۔ اپنی اسی طبعی افتاد سے مغلوب ہو کر اس نے ایک دن یہ فیصلہ کیا کہ ساری دنیا جنگ اور غارت گری کی دوزخ میں جل رہی ہے' کیوں نہ میں اہل دنیا کو امن و سلامتی' دوستی اور محبت کا پیغام دوں۔ اس میں اس نے اپنی بیوی کو بھی رفیق سفر بنالیا۔ ان دونوں نے اس مقصد کے لئے ساری دنیا میں پیدل سفر کرنے کو ترجیح دی تاکہ ان کی دعوت میں مزید تاثیر پیدا ہو۔ سفر کے دوران نوجوان کو ترکی اور اردن میں بھی قیام کا موقعہ ملا۔ اردن میں ایک ڈاکٹر نے اس کا جسمانی علاج تجویز کرتے ہوئے روحانی علاج بھی بتادیا۔ اس نے قرآن کی کچھ آیات ترجمہ کے ساتھ اس کو پڑھ کر سنائیں۔ اردن سے ہوتے ہوئے یہ نوجوان مصر پہنچ گیا جہاں اس کے کانوں میں اذان کی آواز رس گھولنے لگی۔ بالآخر فطرت سلیمہ نے جوش مارا اور اس نوجوان نے اپنی اہلیہ سمیت شیخ الازہر کے روبرو اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا اور الحمدللہ آج وہ غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ بڑے موثر انداز میں ادا کررہا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے یادگار ترین لمحات کا ذکر کرتے ہوئے محمد لیکا نے بتایا کہ کعبۃ اللہ کا اولین دیدار میری اسلامی زندگی کا یادگار ترین لمحہ تھا۔ اس وقت بے تحاشا رب ذوالجلال کے حضور آنسوؤں سے لبریز شکر کے جذبے سے معمور میری نگاہیں اور پیشانی جھک گئی اور کافی دیر تک میں روتا رہا۔ ●●

اے سی ننکانہ کے نام درخواست

بخدمت جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب

ننکانہ صاحب' ضلع شیخوپورہ

عرض ہے کہ بندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کا ناظم اعلیٰ ہے۔ مورخہ ۹۳-۱۱-۲۶ بروز اتوار رات ۹ بجے مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ قادیانی جماعت ننکانہ کا مقامی امیر ملک سلیم ہمراہ اپنی اہلیہ اور تین دوسرے رشتہ داروں کے گوردوارہ جنم استھان ننکانہ میں سکھوں کے ساتھ اسلام اور پاکستان دشمن اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز باتیں کررہا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن محمد عباس کی ڈیوٹی لگائی۔ وہ فوراً گوردوارہ پہنچا اور دیکھا کہ گوردوارہ کے اندر کینٹین پر ملک سلیم اپنی اہلیہ اور دیگر دوسرے رشتہ داروں ملک سلیم اور ان کے رشتہ دار سکھوں اور ہندوؤں سے کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کا ضمیر مردہ ہے' وہ کسی بھی مسئلے میں پیسوں پر بک جاتے ہیں۔ بددیانتی' دھوکہ دہی اور لوٹ مار ان کا شعار ہے۔ پاکستان میں مسلمان برائے نام ہیں' ہم صحیح مسلمان ہیں۔ ہم پر بڑا ظلم ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے پاکستان کے خلاف بہت سی باتیں کیں۔ ملک سلیم کا ایک رشتہ دار مسمی طاہر نے شک پڑنے پر محمد عباس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے انہیں بتایا کہ میرا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہے اور میری ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ میں گوردوارہ میں آپ کی سرگرمیوں پر نظر رکھوں۔ میں نے آپ کی تمام باتیں سن لی ہیں اور میں یہ تمام باتیں انتظامیہ کے نوٹس میں لاؤں گا۔ اس تمام گفتگو کے دوران افتخار احمد جو کینٹین پر ملازم ہے موجود تھا اور ان تمام واقعات کا گواہ ہے۔

جناب عالی! قادیانی اس سے پیشتر بھی ایسی سرگرمیوں میں ملوث رہے ہیں۔ یہ ملک دشمن اور اسلام دشمن باتیں کرکے حالات کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بار بھی انہوں نے اسلام اور پاکستان کے خلاف اشتعال انگیز باتیں کرکے پاکستان اور اسلام کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

لہٰذا ازیں حالات استدعا ہے کہ ملک سلیم' اس کی اہلیہ' مسمی طاہر اور دوسرے رشتہ داروں کے خلاف اسلام اور پاکستان دشمن باتیں کرنے اور اس کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے۔ نوازش ہوگی۔

شوکت علی شاہد' ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب

چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا مطالبہ

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو سے مطالبہ کیا ہے کہ عوامی مفاد کے پیش نظر ۳۰ جون ۱۹۹۴ء تک چنیوٹ کو بھی ضلع کا درجہ دے دیا جائے اور سرکاری دفاتر دریائے چناب کے کنارے مسلم کالونی ربوہ کے ساتھ خالی سرکاری اراضی پر تعمیر کئے جائیں اور نئے ضلع میں تعینات ہونے والے مسلمان ملازمین کو مسلم کالونی ربوہ کے خالی پلاٹ الاٹ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ پنجاب کے چھوٹے چھوٹے شہروں اور قصبوں کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مگر سب سے پرانا اور آبادی کے لحاظ سے بڑا شہر چنیوٹ تحصیل کو تاحال ضلع نہیں بنایا گیا۔ جس کی وجہ سے قادیانی جماعت ربوہ کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ان کی ذاتی وزارتیں اور نظارتیں اور ذیلی تنظیمیں پاکستان کے آئین اور قانون کی کھلے عام خلاف ورزی کررہی ہیں۔ جس کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ چنیوٹ کو جلد ضلع بنانے کا اعلان کیا جائے۔ اس کے ساتھ ربوہ کا نام تبدیل کرکے صدیق آباد رکھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں قادیانیوں ۱۰۳۴ ایکڑ اراضی الاٹ ہوئی تھی ان میں سے کافی اراضی خالی پڑی ہوئی ہے اور ٹی آئی کالج اور ٹی آئی ہائی اسکول کے سامنے اقصیٰ چوک تک سرکاری خالی اراضی پر نئے دفاتر قائم کئے جاسکتے ہیں اور ٹی آئی کا نیو کیمپس کی ۴۳۳ کنال خالی اراضی بھی محکمہ تعلیم کے پاس ہے جبکہ ربوہ میں سرکاری دفاتر تعمیر کرنے سے قادیانیوں کی خفیہ سرگرمیاں بند ہوجائیں گی۔

ہوم سیکریٹری کے نام درخواست

بخدمت جناب ہوم سیکریٹری صاحب

ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکریٹریٹ' لاہور

جناب عالی! گزارش ہے کہ موضع بیداد پور ورکاں تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ یہاں پر قادیانیوں کے بارہ تیرہ گھرانے ہیں۔ یہ لوگ بااثر ہیں۔ گاؤں میں کھلم کھلا اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اپنی عبادت گاہ میں لاؤڈ اسپیکر سے اذان دیتے ہیں اور مرزا طاہر کی آڈیو کیسٹیں لاؤڈ اسپیکر پر صبح کے وقت پورے گاؤں کو سنواتے ہیں۔ ہر جمعہ کو ربوہ سے مبلغ آکر لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کے ذریعے قادیانیت کو سچا مذہب ثابت کرنے کی کوششیں کرتے ہیں اور علماء کرام' پاکستان' صدارتی آرڈیننس ۸۴' ضیاء الحق اور اسلام کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہے اور اس اشتعال انگیزی سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مزید براں اس سے کسی بھی وقت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔

اگر مقامی انتظامیہ جو کہ قادیانی نواز ہے' قانون و آئین کی اس خلاف ورزی کو نہیں روک سکتی تو براہ کرم ہمیں حکم دیا جائے' ہمارے لئے یہ صرف ۱۰ منٹ کا کام ہے اور پھر کبھی قادیانی وہاں اذان یا تبلیغ کرجائیں تو جو سزا آپ مناسب سمجھیں ہمیں دے دیں۔ براہ کرام ہمارے صبر کا مزید امتحان نہ لیا جائے اور نہ ہی ہمیں قانون کو ہاتھ میں لینے کا موقع فراہم کریں۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کرنا آپ کی اولین ذمہ داری ہے۔

والسلام

شوکت علی شاہد ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ننکانہ

طب وصحت

از:۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی
گولڈ میڈلسٹ' احمد پور شرقیہ

گاجر، دِل کے امراض کا بہترین تریاق

زمین کے اندر پیدا ہونے والے پھلوں میں سب سے خوشنما اور لذیذ چیز گاجر ہے۔ واضح رہے کہ بعض اطباء گاجر کو سبزی تسلیم کرتے ہیں اور بعض پھل۔ لیکن میرے خیال میں اس کے فوائد اور خواص کو سامنے رکھیں تو اس کا شمار اعلیٰ ترین پھلوں میں ہوتا ہے۔ قارئین کے لئے احقر اپنے تجربات اور مشاہدات قرطاس ابیض پر بکھیرتا رہتا ہے' اس ضمن میں اپنی رائے سے ضرور نوازا کریں۔

گاجر اور دل

مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں امراء کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں' وہیں غرباء کے لئے گاجر کو پیدا فرمایا ہے۔ آج ہر طرف دل کے امراض کا چرچا ہے' ہر آدمی اپنے آپ کو دل کا مریض سمجھتا ہے۔ ایسی کیفیت میں گاجر دل کے مریضوں کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے۔ ہائی بلڈ پریشر' دل کی دھڑکن اور پھڑکن کے لئے گاجر ایک مفید غذائے دوائی ہے۔ اگر گاجر کو دودھ کے بغیر پکا کر اس میں کچھ شہد سے مٹھاس پیدا کریں اور پھر ذریعہ لذت' کلام و دہن بنائیں تو یہ دل کی اس کیفیت میں جس میں خون کے چربیلے مواد کی زیادتی ہو' اپنے خاص عمل سے اس چربیلے مواد کو کم کرنے میں موثر ہے۔ گاجر کا تازہ جوس اس کا حلوہ اور اس کا شربت بھی دل کے امراض کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اگر قارئین گاجر کا شربت بنا کر رکھیں تو موسم گرما میں اس سے بڑھ کر کوئی مشروب بہترین نہ ہوگا۔ یہ مشروب دل کے تمام امراض سے بچاتا ہے' پیاس کی شدت میں بطور مسکن بہت کارگر ہے۔ گرمی برداشت نہ کرسکنا' دل کی مسلسل دھڑکن' منہ کی خشکی' پیاس ختم ہونے کا نام نہ لے' پیشاب کی شدت وغیرہ امراض کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس کی مکمل ترکیب تیاری چونکہ کچھ مفصل ہے' اس لئے جوابی لفافہ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

گاجر اور بے خوابی

خشکی کے مریض گاجر سے بہت فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔

ساری رات جاگنا' نیند نہ آنا' اس کے علاوہ بے خوابی کی تمام کیفیات میں گاجر کا مسلسل استعمال بہت مفید ہے۔ ایک مریضہ کو دواخانہ میں انتہائی کیفیت میں لایا گیا۔ موصوفہ کا بلڈ پریشر گزشتہ تین دنوں سے انتہائی ہائی تھا' کسی دوا سے کم نہیں ہوتا تھا۔ احقر نے مختصری دوا کے ساتھ گاجر کا استعمال کرایا۔ مریضہ حیرت انگیز طریقے سے تندرست ہوگئی۔ ایسے ہی لاتعداد مریض بے خوابی اور ہائی بلڈ پریشر اس ترکیب سے تندرست ہوئے ہیں۔

جگر کی حرارت

بعض اوقات مختلف اسباب سے خاص طور پر صفراء کی زیادتی کی وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ جاتی ہے۔ مریض کا منہ خشک' چہرہ بے رونق اور بے چینی' پیاس کی زیادتی ہوتی ہے۔ ایسے میں گاجر کا استعمال چاہے جوس' مربہ' حلوہ یا شربت یعنی جس صورت میں ہو انتہائی مفید ہے۔

ورم جگر

جگر کی ورم اور سختی کو دور کرنے کے لئے گاجر کا استعمال ازحد مفید ہے۔ جب جسم کے اندر صفراء کی زیادتی ہوجاتی ہے' تو صفراء کی تیزی توڑنے کے لئے اور جگر کی ورم اور دیگر علامات ورم جگر کو ختم کرنے کے لئے گاجر کا استعمال بہت مفید ہے۔

یرقان

یرقان کے مریضوں کے بارے میں احقر کا گاجر سے علاج کا وسیع تجربہ ہے۔ جب یرقان کی تمام علامات مریض یرقان پر واضح ہوتی ہیں تو اس صورت میں گاجر کا ہر طرح استعمال بہت مفید ہے۔

گاجر اور الرجی

جب خون کے اندر فاسد مواد اکٹھے ہوجاتے ہیں اور خون کی حدت بڑھ جاتی ہے تو ایسے میں گاجر کا استعمال بہت مفید ہے۔ کیونکہ گاجر خون کی تعدیل کرتی ہے اور جسم کے اندر تمام فاسد مواد کو پیشاب کے ذریعے خارج کرتی ہے۔

دماغی کمزوری

دماغی کمزوری عالمی مرض کی صورت میں رونما ہوئی ہے اور اس کے لئے جتنی بھی ادویہ تیار کی جاری ہیں' سب ادویہ اس دماغی کمزوری کے سامنے ناکام نظر آتی ہیں۔ ایسے میں گاجر کا استعمال دماغی کمزوری کا بہترین علاج ہے۔ اگر گاجر کے حلوے کے اندر چاروں مغز' مغز بادام' الائچی' خورد ڈال کر حلوہ بنا کر استعمال کیا جائے تو یہ ترکیب دماغی کمزوری کے لئے ازحد مفید ہے۔ اس طرح نظر کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے گاجر کا استعمال ہر طرح مفید ہوتا ہے۔

پیشاب کی جلن

گاجر پیشاب کی گرمی' پیشاب زردی مائل' جلن اور تیزی کے ساتھ آئے تو ایسی کیفیت میں گاجر کا استعمال ازحد مفید ہے۔ ایک مریض عرصہ سولہ سال سے ادویہ کے استعمال سے پیشاب کی جلن کا شکار تھا' جو کسی طرح بھی ٹھیک نہ ہورہا تھا۔ گاجر کا جوس اور مربہ کچھ ادویہ کے ساتھ استعمال کرایا گیا۔ مریض بالکل تندرست ہوگیا۔ یہی فائدہ گاجر کے شربت میں ہے۔

دردِ دل

گاجر دل کے درد کے لئے ازحد مفید ہے۔ دل کا وہ درد جس کا سبب صفراء ہو' اس کے لئے گاجر کا استعمال بہترین فوائد کا حامل ہے۔

کدو دانے

تمام ادویات پیٹ کے تمام قسم کے کیڑوں کے لئے مفید نہیں ہوتی لیکن اگر آنتوں کے اندر کدو دانے جنہیں ٹیپ ورم کہتے ہیں' اپنی جڑیں مضبوط کئے ہوئے ہوں تو گاجر کا مسلسل استعمال کرنے سے وہ یا تو مر کر پاخانہ کے ذریعے نکل آتے ہیں یا زندہ ہی باہر نکل آتے ہیں۔

آدھے سر کا درد

درد شقیقہ کی وہ قسم جس میں صفراء کی زیادتی ہو اور مریض درد سے بے چین و بے قرار ہو گاجر کا استعمال انتہائی مفید ہے۔ احقر کی والدہ محترمہ کو پچھلے دنوں آدھے سر کا درد ہوا' دوا کے ساتھ جب گاجر کا جوس استعمال کرایا گیا تو حیرت انگیز فوائد سامنے آئے۔

الغرض اگر صفراوی امراض میں گاجر کو سوچ سمجھ کر استعمال کرایا جائے تو یہ کسی بڑے تریاق سے کم نہیں ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

ملتان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ۲۳ر جمادی الثانی مطابق ۹ر دسمبر ۱۰ بجے صبح دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔ اجلاس میں امیر مرکزیہ کے علاوہ نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا بشیر احمد، مولانا اللہ وسایا اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ اجلاس میں ملک بھر میں مسیحیوں اور قادیانیوں کی طرف سے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور گستاخی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ نیز حکومت کی طرف سے گستاخان رسالت کی سرپرستی اور انہیں تحفظ دینے پر زبردست احتجاج کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر قانون سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ نہیں کرے گا تو مسلمانان پاکستان غازی علم الدین شہید کی پیروی کرتے ہوئے دشمنان رسول کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ نیز فیصلہ کیا گیا کہ جہاں کہیں دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت کیس چل رہے ہیں ان کی بھرپور پیروی کی جائے گی اور مجلس اپنی منصبی ذمہ داری پوری کرے گی۔ مجلس کے شعبہ تبلیغ کو مزید فعال کرنے کے لئے کئی ایک تجاویز پیش کی گئیں۔ روس سے آزاد ہونے والی ریاستوں میں قرآن پاک کی اشاعت اور تقسیم پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور طے کیا گیا کہ جب تک آزاد ریاستوں میں گھر گھر قرآن پاک تقسیم نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ نیز طے کیا گیا کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۱، ۱۲ر شوال کو ملتان میں منعقد ہوگا۔ جس میں مجلس کی سال بھر کی کارکردگی اور آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔ ڈش اینٹینا پر قادیانیت کی تبلیغ اور سندھ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ صوبہ سندھ کے امیر مولانا احمد میاں حمادی، مولانا جمال اللہ الحسینی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو سندھی زبان بولنے والے علماء کرام مرکزی دفتر ملتان میں ٹریننگ کے لئے تیار کرے گی۔ ٹریننگ کے بعد متاثرہ علاقوں میں مبلغ کی حیثیت سے ان کی تقرری عمل میں لائی جائے گی۔ نیز صوبہ سندھ کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ صوبہ سندھ کے علاقوں کاریچی اور تھرپارکر کے علاقوں میں طاقتور ڈش اینٹینا کے ذریعہ پاکستان ٹیلی ویژن کی نشریات جام کرنے پر فوری ایکشن لیا جائے اور مرزائی جماعت کے مقامی لیڈروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

لاہور میں مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں کا

ایک اہم اجلاس

لاہور۔ مختلف دینی و سیاسی تنظیموں کے راہنماؤں کا اجلاس مولانا سید انور حسین نفیس کی صدارت میں "نفیس منزل" کریم پارک میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا خلیل الرحمن حقانی، مولانا محب النبی، مولانا نعیم اللہ فاروقی، قاری نذیر احمد، مولانا ظفر اللہ شفیق، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ، اشتیاق احمد ایڈووکیٹ، مولانا محمد احمد قادری، مولانا لطیف الرحمن، حافظ عبدالرشید ارشد، علامہ ارشد حسن ثاقب سمیت بیسیوں علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں فرزند اقبال جسٹس جاوید اقبال کی پنجاب یونیورسٹی کی تقریر جس میں انہوں نے علامہ اقبال کی طرف الحادی نظریات منسوب کئے ہیں کو علامہ اقبالؒ کی بدنامی کا باعث قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ مذکور کے نظریات اسلام اور اقبال دونوں سے متصادم ہیں۔ موصوف کی موجودگی میں اقبال کو کسی اور دشمن کی ضرورت نہیں۔ علامہ اقبال اسلام کے سچے غلام اور پکے عاشق رسولؐ تھے۔ اجلاس میں وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر کے بیان جس میں وفاقی شرعی عدالت، جداگانہ طرز انتخاب، گستاخ رسول کی سزا سزائے موت اور دیگر اسلامی دفعات کو متنازعہ قرار دے کر انہیں ختم کرنے کے عزم پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر مذکورہ بالا دفعات کو ختم کیا گیا تو حکومت کو بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ●●

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے اجلاس کی مختصر رپورٹ

ملتان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس ۲۳ر جمادی الثانی بمطابق ۸ر دسمبر دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور مولانا بشیر احمد نے کی۔ اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں۔ اجلاس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالرؤف اسلام آباد، مولانا محمد علی صدیقی راولپنڈی، مولانا فقیر اللہ اختر گوجرانوالہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی لاہور، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، حکیم محمد اسماعیل عاصم بہاولنگر، حافظ احمد بخش رحیم یار خان، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا غلام مصطفیٰ ربوہ، مولانا بشیر احمد سکھر، مولانا جمال اللہ الحسینی ہوعاقل نے شرکت کی۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے پھوپھا حاجی کریم بخش، چچا حاجی محمد بخش، مولانا نذیر احمد چنیوٹی، چودھری محمد خلیل گجراتی کی وفات پر دلی دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا گیا۔ مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ نیز دعا کی گئی کہ خداوند قدوس مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں۔ نیز پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ مبلغین کرام نے اپنے اپنے تبلیغی پروگراموں اور دورہ جات کی رپورٹ پیش کی۔ اور آئندہ کے لئے پروگرام تشکیل دیئے گئے۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے مبلغین کو ہدایت کی کہ وہ تبلیغی پروگراموں کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے جہاں وعدہ کریں بروقت تشریف لے جائیں۔ جہاں جہاں پروگرام ہوں، داعی کا نام اور مکمل پتہ تحریر کریں تاکہ انہیں لٹریچر وغیرہ ارسال کیا جاسکے۔ نیز اپنے پروگراموں کو حتمی شکل دیں اور ماہانہ کارکردگی کی رپورٹ دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں۔ سالانہ تردید قادیانیت کورس کو کامیاب بنانے کے لئے مدارس عربیہ کے فضلاء کرام اور منتہی طلباء، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلباء کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کے لئے آمادہ کریں۔ واضح رہے کہ سالانہ رد قادیانیت کورس ۱۵ تا ۲۹ر شعبان المعظم تک دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوتا ہے۔ امسال بھی حسب سابق منعقد ہوگا۔ کورس میں مفکر ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا خدا بخش، مولانا جمال اللہ الحسینی، مولانا فیض احمد ملتان، حاجی اشتیاق احمد جھنگوی، مولانا عبداللطیف ڈسکوی، عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام، مسئلہ جہاد، تعاقب قادیانیت، حجیت حدیث اور تقابل ادیان کے عنوانات پر لیکچر دیں گے۔ رمضان المبارک تک مختلف علاقوں میں کانفرنسوں، دروس قرآن و حدیث اور لیکچرز کے پروگرام مرتب کئے گئے۔ ●●

بقیہ۔ حضرت شیخ الحدیث

والد کا قرضہ ادا کروایا۔ اسی برس مولانا سہارنپوری حج سے واپس آئے تو ان کی حکم کی تعمیل میں زکریا نے بخاری و ترمذی دوبار ان سے پڑھیں اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ خود شیخ الحدیث فرماتے ہیں۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے شب و روز میں دو ڈھائی گھنٹے سے زیادہ سونا میسر نہ آیا تھا۔"

ساری رات شرح حدیث کا مطالعہ کرتے۔ اسی محنت اور انہماک، فطری سعادت اور خوش بختی نے حضرت خلیل احمد سہارنپوری کی نظر انتخاب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا اور یوں زکریا کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور سچ تو یہ ہے کہ شیخ و مرشد کامل کی اسی نگاہ نے زکریا کو قرب و اختصاص بخشا اور بالآخر شیخ الحدیث بنا دیا۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے ۱۳۲۵ھ میں ابوداؤد

کی شرح بذل المجہود کے عنوان سے لکھنے کا ارادہ فرمایا اور مولانا زکریا کو اس مقدس کام میں اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ اس دوران میں وہ مدرسے میں طالب علموں کو اونچی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔ حالانکہ عمر صرف بیس برس تھی۔ بعض اوقات ان طلبہ کو بھی درس دیا کرتے جو حدیث کے اسباق میں ان کے ہم درس رہے تھے۔ ●●

باقی آئندہ شمارہ میں

بقیہ۔ ڈھاکہ میں کانفرنس

مولانا صلاح الدین اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد آف کندیاں شریف نے دعا کرائی۔

قبل ازیں حکومت بنگلہ دیش نے سیف گیمز کی بناء پر تین روز قبل اچانک اطلاع دی کہ کانفرنس پر پابندی عائد کردی گئی ہے اور کسی صورت کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر کانفرنس منعقد کی گئی تو طاقت کے ذریعہ روکا جائے گا اور پھر ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ کانفرنس ملتوی کردی گئی ہے۔ پاکستانی حکومت اور سعودی حکومت کو مطلع کردیا گیا کہ کانفرنس ملتوی کردی گئی ہے' جس کی بناء پر سعودی عرب سے امام حرم اور خادم الحرمین الشریفین کی نمائندگی کرنے والا وفد ایئرپورٹ سے واپس ہوگیا۔ پاکستان سے مولانا سرفراز خان صفدر' مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی' ورلڈ اسلامک فورم کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی' مولانا حبیب اللہ مختار' مولانا سید محمد بنوری' مولانا سعید احمد جلالپوری' مولانا فضل الرحیم' مولانا محمد اکرم زاہد پر مشتمل وفد کراچی ایئرپورٹ' جمعیت علماء افریقہ کے مولانا عباس جناح اور مولانا ظہیر احمد ایئرپورٹ سے واپس ہوگئے۔ بنگلہ دیش میں یہ خبر پھیلتے ہی احتجاج کا سلسلہ شروع ہوگیا اور جمعرات کو ڈھاکہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے مظاہرہ کیا۔ ڈھاکہ کی سڑکوں پر جلوس نکالا گیا۔ اس دباؤ کے پیش نظر جمعرات کو رات گئے وزارت داخلہ بنگلہ دیش نے عالمی تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کو بلا کر کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت دی۔ ●●

بقیہ۔ چوہدری افضل حقؒ

حکمرانوں کی شاطرانہ و مکارانہ چالبازیوں کو ہر قدم پر مات کیا اور ملک و ملت کی آزادی کی خاطر قربانی و ایثار کے نت نئے باب رقم کرتے ہوئے بالآخر فرنگی اقتدار کی بنیادیں اکھاڑ کر اسے برصغیر سے راہ فرار اختیار کردینے پر مجبور کردیا۔ مجلس احرار کی تشکیل سے چوہدری صاحبؒ کی زندگی کا وہ دشوار گزار اور پرخار سفر شروع ہوگیا جو مصائب و ابتلا' جسمانی تشدد اور قید و بند کی صعوبتوں سے مزین تھا۔ فرنگی حکمرانوں نے چوہدری صاحب کو قافلہ حریت ترتیب دینے اور آزادی کے نعرے کو تحریک بننے سے روکنے کے لئے اس مرد قلندر کو پابند سلاسل کرکے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے مگر چوہدری صاحبؒ اس شعر کے مجسم شرح بنے رہے۔

> ازل سے رچ گئی ہے سربلندی مری فطرت میں
> مجھے بس ٹوٹنا ہی آتا ہے جھک جانا نہیں آتا

تمام تر اذیتوں' سختیوں اور تکلیفوں کے باوجود فرنگی حکمرانوں کا اقتدار زمین بوس کرنے کے لئے شب و روز سرگرم عمل رہے۔ انگریز سامراج نے احرار جماعت کے قائدین و کارکنان کو دبانے اور کچلنے کے لئے تمام حربے اور ہتھکنڈے آزمالئے۔ اس موقع پر چوہدری صاحبؒ نے بڑے واشگاف انداز میں اعلان کیا کہ۔

" مجلس احرار اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن فرنگیوں کو برصغیر سے مار بھگائے بغیر چین سے ہرگز نہیں بیٹھے گی۔ ہم وقت کی سرکشی پر ٹھہر تو سکتے ہیں لیکن رک جانا فطرت احرار کے خلاف ہے کیونکہ یہ ولولوں کی موت' حوصلوں کی جانکنی' ایمان کی شکست' ارادوں کا انہدام' فرض کی خونچکاں لاش اور علم و عمل کا جنازہ ہے۔"

چوہدری صاحبؒ کی شخصیت کا ہر پہلو درخشاں اور علم و حکمت کی کرنوں سے روشن تھا۔ وہ محض عظیم سیاستداں ہی نہیں بلکہ بے مثال مفکر' باکمال مدبر' ہر دلعزیز مقرر اور نہایت ہی حسین و بہترین ادیب بھی تھے۔ آپؒ کی بلند پایہ تصانیف سالہاسال گزرجانے کے باوجود آج بھی عوام میں بے حد مقبول ہیں۔ چوہدری صاحبؒ فقر و استغناء میں قرون اولیٰ کے درویش منش مسلمانوں کی ہو بہو عملی تصویر تھے۔ وہ ذاتی شہرت' جھوٹ اور ریاکاری کے ذریعہ نام و نمود اور دنیاوی عیش و آرام اور دولت کے کبھی طلب گار نہیں ہوئے۔ آپؒ کو دلی راحت اور روحانی خوشی و سکون سرمایہ داروں کی استحصال زدہ غریب انسانیت کی انتھک خدمت کرنے میں حاصل ہوتی تھی۔ آپؒ کی زندگی اس شعر کی مانند انتہائی قلندرانہ مزاج اور فقر و فاقہ کے ماحول میں رہ کر بسر ہوئی کہ۔

> فقیروں میں رہے ہیں اور فقیرانہ گزاری ہے
> قدم لیتی رہی اگرچہ زمانے کی شہنشاہی

چوہدری صاحبؒ غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی مدد و اعانت کے جذبے اور خدا ترسی سے عاری ظالم اور استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کے دشمن جان تھے۔ وہ اکثر فرماتے تھے۔

"دین اسلام بدترین زمانے میں بھی بہترین اقتصادی حل ہے۔ جس کا پیغمبرؐ فقر پر فخر کرے صرف ٹاٹ اور کھاٹ ہی جس کے گھر کی سب سے بڑی زینت ہو ایسے پاک پیغمبرؐ کی امت خون آشام سرمایہ داری کو کیسے قبول کرسکتی ہے؟"

ملت اسلامیہ کا یہ عظیم مایہ ناز سپوت فرنگی حکومت کے بہیمانہ ظلم و تشدد کا نشانہ بنے رہنے کے باعث مختلف امراض میں مبتلا ہوکر بالآخر ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو رحلت فرما کر لاہور کے مزنگ کے قبرستان میں ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سو۔۔ ●

بقیہ۔ رزق حلال کی اہمیت

ہدیے وصول کرلیتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے حیلوں سے ان تحفوں یا ہدیوں کی حرمت' حلت میں نہیں بدل سکتی۔ حرام تو بہرحال حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جس (شخص) کو ہم نے کسی کام پر مقرر کردیا اور اس کی معاش کا بھی انتظام کردیا (تو پھر) اس کے بعد وہ جو کچھ بھی لے گا خیانت ہوگی۔"

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرکاری ملازم کو کسی قبیلہ سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ وصولی کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے اس میں سے کچھ مال اپنے لئے رکھ لیا۔ اور کہا کہ یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا اگر تم (اس بات میں) سچے ہو (کہ واقعی یہ مال تمہیں ہدیہ ملا ہے) تو تم اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھے رہتے اور پھر دیکھ لیتے کہ یہ ہدیہ تمہارے پاس آتا ہے یا نہیں۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو نصیحت فرمائی کہ۔

"اے سعد! اپنے رزق کو پاک رکھ تیری دعا ہمیشہ قبول ہوگی۔"

پھر فرمایا۔

"قسم ہے اس ذات کی' جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جس آدمی کے پیٹ میں ایک نوالہ بھی حرام ہوگا۔ چالیس روز تک اس کی دعا قبول نہ ہوسکے گی۔"

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے سامنے ایک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا' جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر دعا کی غرض سے) آتا ہے (اور اس کی حالت یہ ہے کہ) اس کے بال پراگندہ اور چہرا غبار آلود ہے۔ وہ اپنے (دونوں) ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر بار بار دعا مانگتا ہے۔ اے میرے پالنے والے' اے میرے پالنے والے لیکن اس کا کھانا پینا حرام ہے۔ وہ حرام کا لباس پہنے ہوئے ہے اور حرام غذا پر اس کی پرورش ہوئی' پھر کیسے ممکن ہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔ ●●

بقیہ۔ اخلاق نبی کریمؐ

فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ اپنی طرف اچھائی اور دوسرے کی طرف برائی کو منسوب کرنا ہمارا عام مشغلہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام فوائد خود سمیٹ لیں اور دوسرے کو جس قدر نقصان پہنچا سکتے ہیں' پہنچانے کی کوشش کریں۔ جھوٹ' بددیانتی' دھوکا دہی' چوری' ڈاکہ زنی' ہر قسم کی برائی ہمارے اندر سرایت کرچکی ہے۔ ہمارا ہر قدم اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور ہر حرکت اسوۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس ہے لیکن اس کے باوجود ہم اتباع سنت کے دعویدار اور اطاعت پیغمبر کے مدعی ہیں! ●●

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

شمع ختمِ نبوّت کے پروانوں اور اہلِ خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1. **شعبہ تصنیف و تالیف** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔
2. **شعبہ تبلیغ** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔
3. **شعبہ تدریس** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)	(محقق العصر حضرت مولانا)	(حضرت مولانا)
خان محمد عفی عنہ	محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ	عزیز الرحمٰن جالندھری
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ :- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون : ۴۰۹۷۸